

شمس الامم

حضرت مولانا محمد رضا بکوی امیر خزانہ انصار
بھیہ (پنجاب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہنامہ

شمس السلام

مقام اشاعت

جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

چند سالانہ عید

جلد ۸ باب ۱۰ اپریل ۱۳۵۶ء مطابقی ماہ محرم الحرام ۱۳۵۶ء نمبر ۴

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	اسلامی توحید	۴
۲	حضرت علیؑ علیہ السلام کا رنج اور آئینہ ثانی	۷
۳	سیدنا امام اعظمؒ اور فرقہ مرجئیہ	۹
۴	شہید کا آواز حق	۱۵
۵	شہید ملت کا پیغام	۱۶
۶	اسلام اور عاشورا	۱۸
۷	واقعہ کربلا	۲۴
۸	خاکساری فقہ	۲۹
۹	سلاوالی میں دینی غماگرہ	۳۵
۱۰	موجودہ تصوف پر ایک تبصرہ	۳۷
۱۱	حزب انصار کا سوال سالانہ جلسہ و تشکر و ثنا و تبلیغ دورہ و باب الاستفسار	۴۴
	مدیر	
	مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ حزب انصار بھیرہ	
	مولانا قطب الدین صاحب (جھنگ)	
	جناب اثر زبیری لکھنوی	
	” حضرت علامہ سیاماب الہ آبادی	
	(از حساس)	
	ر ”	
	مولانا پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب تاسی امرتسر	
	(رازی گو)	
	از علامہ محمد رحمت اللہ صاحب انشد بہاولپورسی	
	نائب مدیر	

اسلامی توحید

جس وقت دنیا سے مذہبی صداقتیں گم ہو چکی تھیں یا مجموعہ اولہام و خرافات بن کر رہ گئی تھیں ایسی گمراہی اور ظلمت کے زمانہ میں اسلام کفر و شرک کی آیادیاں ویران اور عمارتیں منہدم کرتا عقول و افہام کی کیمیا دور کرتا، ذہنی و فرضی معبودوں کو ٹھکراتا، جہل و اوہام کے عقلی و ذہنی پردوں کو آگ لگاتا اور انصاف عالم میں اپنی عالم افروز نورانی شعائیں بکھیرتا ہوا آیا۔ نئی نوع انسان پر خوب ہی ابر رحمت بنکے برسا اور ذلیل و پست ذہنیوں کی تمام غلامیوں اور خس و خاشاک کو بہا لیگیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو دینی و دنیوی ترقیات کے دروازہ پر لاکھڑا کیا۔ چنانچہ اس ترقی یافتہ دنیا میں آج ہم دنیا میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات ہی کا اثر و نتیجہ ہے۔

اب جو آئی ہوئی ہے گلشن گشتی میں بہار : رنگ اڑا لائی ہے اسکے ہی گاتانوں سے

دنیا جانتی ہے کہ عرب والے اسلام سے پہلے کچھ نہ تھے لیکن جب وہ اسلام کی رہنمائی میں آئے اور محمد عربی کے دامن اقبال سے وابستہ ہوئے تو سب کچھ بن گئے، دولت و ثروت اکی ادنیٰ کینز بن گئی۔ زمین نے اپنے دینے اگل کر ان کے قدموں میں لا ڈالے۔ خدائے کریم کی رحمتیں و برکتیں ان پر بارش کی طرح برسیں۔ اور وہ آسمان ہدایت پر آفتاب و ماہتاب بنکر چلے گئے۔ اگر مسلمان قرون وسطیٰ میں قرآن کریم کی رہنمائی میں اخلاق و روحانیت، پاکیزگی حیات اور علوم و فنون کی بلندیوں پر نہ پہنچتے تو خدا کی قسم آج دنیا کو یہ بلندی نصیب نہ ہوتی۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آکر توحید حقیقی کی تعلیم نہ دیتے اور شرک کی جڑ نہ کاٹتے تو نہ یہ آج کی علمی دنیا ہوتی اور نہ اس کی بحر العقول ترقی۔

جب اسلام نے دنیا والوں کے سامنے توحید حقیقی کا اعلیٰ تخیل پیش کیا تو گویا انسانی قوی کو تسخیر کائنات کے صحیح رستہ پر لگا دیا۔ یہ عقیدہ توحید ہی کا لازمی نتیجہ اور اثر تھا کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں جرأت و یغوی اور شجاعت و بہادری کی وہ ناقابل تسخیر برقی قوت پیدا کر دی تھی۔ جس نے طاعونی طاقتوں اور مستند حکمرانوں کی عظمت و جبروت کے پرچے اڑا دیئے، ظلم و استبداد کی دنیا میں زلزلہ پیدا کر دیا۔

عقائد باطلہ اور خیالات و اہمیت کا طبع قمع کر دیا اور اولہام و خرافات کے پجاری اسلام کی حق و صداقت کے سامنے خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

اسلام کا واحد مشن خدا کی حکومت کا قیام تھا۔ چنانچہ اسلامی توحید کا یہی منشا و مفاہد ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے غلاموں کو توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے شرک و بدعت اور توہمات کی جڑیں کھوکھلی ہو گئیں، ہر قسم کے عقائد کی بنیادیں ہل گئیں اور تمام ذہنی معبودوں کی خباثت سے دل و دماغ پاک ہو گئے۔ ہر قسم کا خوف دلوں سے جاتا رہا۔ مخلوق اور اس کی مصنوعات کے درمیان آتشاں ہو گئے۔ خدا کا واحد کی ایسی عظمت ہوئی کہ دنیا کی تمام عظمتیں اور شوکتیں ہیچ نظر آنے لگیں۔ جلال و جمال خداوندی کے نقشے نظروں میں ایسے سملے کہ شانِ عالم کا جلال و جبروت بوقت ہو کر رہ گیا۔

عقیدہ توحید نے صحابائے کرام میں عزم و ارادہ کی ایسی پختگی اور بلندی پیدا کر دی تھی کہ پہاڑوں کو اپنی مضبوطی و بلندی ہیچ نظر آنے لگی اور ان کے بڑھتے ہوئے جوشِ عمل کے سامنے سمندوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ جو بھی طاعوتی طاقت ان سے جنگ آزا ہوئی منہ کی کھائی اور جو فلاحی پنجہ مقابل ہوا پاش پاش ہو کر رہ گیا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروں کے دلوں میں خدا کی حکومت قائم کر دی تھی اسلئے باقی تمام فانی حکومتوں کا نقشِ جلال و جبروت انکے دلوں سے محو ہو گیا تھا۔ عہدِ نبوت میں ہر مسلمان کی قوتِ عمل برقی قوت کا ایک عظیم الشان خزانہ تھی جو اپنے سامنے پہاڑوں کو متحرک کر سکتی تھی۔ انکا رہوار خیال ہوا کہے دوش پر ہوا ہو کر منتر لیں طے کرتا تھا۔ دل و دماغ کی پاکیزگی، عزم و ارادہ کی پختگی اور دقیقہ رس بصیرت کے اعتبار سے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان کے کوہِ وقار استقلال کے سامنے ہمیشہ دنیا کی متفقہ طاقتوں نے ٹھوکریں کھائیں، انکی قوتِ تنظیم کے سامنے ہمیشہ کثرت کے چھکے چھوٹے اور انکی قلت نے ہمیشہ بڑی دل فوجوں کو تین تیرہ ہاٹ کیا۔ غرض یہ کہ عقیدہ توحید سے انکی تمام خدا داد صلاحیتیں بیدار ہو گئی تھیں اور انکے مقابلہ میں دیگر اقوام کی صلاحیتیں بیکار ہو کر رہ گئی تھیں۔

اگر تم صحابائے کرام کی مبارک زندگیوں کا مطالعہ کرو تو تمہیں ایک شے سب سے زیادہ نظر آئے گی وہ یہ کہ عہدِ نبوت میں ہر مسلمان سچا موجد، خدا پرست اور حریت و آزادی کا دلدادہ تھا اور وہ سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ پس انکی عجیب و غریب، محیر العقول اور ہنگامہ خیز ترقی و کامیابی کا واحد سبب عقیدہ توحید تھا اور وہ اسی کی بدولت آسمان ہدایت کے روشن ستارے بکرائی عالم پر ضیاء ریز ہوئے۔ اور دنیا کے قبرستان میں حیات و زندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

نالہ بل شیدا تو سنا ہنس مہنس کر۔۔۔ اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

نئے عہد نبوت کی ترقی و عظمت کا حقیقی راز معلوم کر لیا اب ہماری بھی سنو کہ ہمارے آباؤں کے منزل میں
سنے اور ہم کس منزل میں ہیں؟ اور کیوں؟ سنئے اور گونش، ہوش سنئے۔ اگر کچھ شرم و غیرت ہے تو ڈوب
رہے۔

شُرک بدعت کے ہاتھوں مسلمانوں کا حشر

حقہ کی جگہ شرکیہ اعمال و عقائد لے لیتے ہیں، تو اس میں گندے اور پست اخلاق کا دریا بہہ پڑتا ہے۔
معصیت و سیئہ کاری اسے اپنا بنالیتی ہے، تقویٰ و طہارت اور خدا پرستی کا جذبہ کا فور ہو جاتا ہے،
دل و دماغ پر ہر ادنیٰ توتہ، کاخونہ مسلط ہو جاتا ہے، داعی قوی مضحکہ لہو کا رومعطل ہو جاتے ہیں،
خدا و اوصلا صحتوں پر یاس و نامرادی کی اوس پڑ جاتی ہے۔ قوم کے افراد جہل و حق کا ایک مکروہ اور
گہنا و نامونہ بن جاتے ہیں، عقل و خرد سے کورے، علم و دہن سے محروم، جاہل، کابل، عہدی، اہم
پرست، جھوٹے افسانوں اور ڈھکوسلوں میں گرفتار ہو کر ”رام لیلہ“ کا تماشا بن جاتے ہیں۔
آہ! بدعتی سے آج بھی حال مسلمانوں کا ہے۔ وہ اپنے شرکیہ اعمال و عقائد کی وجہ سے واقعی رام لیلہ
کا تماشا بنے ہوئے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں۔

آج ہماری حریت کیوں تباہ، خود واری مفقود، حق پرستی محروم، انسانیت برباد، حواس مختل
اور عقل پر آئندہ و نا کارہ ہے؟ اور ہم کیوں علم و عرفان سے محروم ہیں؟ صرف اسلئے کہ ہم نے اسلاف کے
نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیا۔ اور بدعات کا شکار بن گئے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ خدا را توحید و سنت
پر قائم ہو جاؤ شرک و بدعت میں مبتلا ہو کر سخت الشری میں نہ گرو ورنہ تم پر کفر ہنسے گا اور شیطان قہقہے
لگائے گا کہ میں نے خوب ان جاہلوں کی مت ماری پس سچے خدا پرست بن جاؤ ورنہ کفر کی طاغوتی طاقتیں تمہارا
ہجوم نکال دیں گی اور یہ تمہارا دونا دھونا کچھ کام نہ آئے گا۔

عقل سلیم اور خدا واد بصیرت سے کام لو خدا ہی کی عبادت کرو، اسی کی محبت میں مرو، اسی
کو اپنا معبود سمجھو اسی سے ڈرو اور تمام دنیا کے جابروں، ظالم حکمرانوں اور طاغوتی طاقتوں کا خوف
اپنے دل سے نکال ڈالو۔ خدا کے سوا کسی اور سے ڈرنا شرک ہے۔ خدا ہی کا آسرا و سہارا ڈھونڈو، اسی پر
بھروسہ و توکل کرو۔ اسی سے نفع و نقصان کی امید رکھو، اسی کے سامنے اظہارِ نذل و عبودیت کرو اور
اسی کے سامنے جھکو یہی اسلامی توحید کا منشا اور سچے مسلم کی شان ہے۔

مسلمانو! کبھی تم حقوق کی بہکیہ ہندوؤں سے مانگتے ہو، اور کبھی کاٹھ گدائی لے لے لندن بھاگے جاتے

ہو مگر نہ ہندو تمہاری دست گیری کرتا ہے اور نہ انگریز تمہیں منہ لگاتا ہے۔ تم سب جگہ ٹھکرا رہے جاتے ہو کیوں؟ اسلئے کہ تم نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر زندگی اور ترقی چاہتے ہو تو اپنے روتھے ہو خدا کو منالو ساری دنیا تمہاری بجا آگئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور آمد ثانی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی زبانی

(از مولوی حبیب اللہ صاحب امیری مبلغ حزب انصاریہ)

جب جو ان ہوئے حضرت عیسیٰ اللہ نے علم کتاب و حکمت عطا کی بغیر کسی کی تعلیم کے پھر ان پر نشانیاں ظاہر ہوئیں وہ بتا دیتے تھے جو لوگ کھاتے تھے اور جو گھر دیں میں رکھ چھوڑتے تھے اور ٹھکی ایک پرند کی صورت بناتے اس میں پھونک مارتے وہ پرند ہو جاتا اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس میں ان کی پھونک کے ساتھ جان آجاتی تھی یہ امر دو باتوں میں دائر تھا حضرت عیسیٰ کی پھونک میں اور حیات میں پھر گر پڑتا وہ جانور مردہ ہو کر اور وہ اللہ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتے تھے تو جو نفس جسم سے تعلق رکھتا تھا اس کا تعلق وہم کا ساتھ تعلق حیات کا سا اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا تھا ان کی دعا کے وقت اور اس سے عکس حیات کا پڑتا وہ مردہ زندہ ہو جاتا پھر جب حضرت عیسیٰ اس سے مفارقت کراتے تو وہ فوراً مردہ ہو جاتا اور حضرت عیسیٰ کے دیں میں آسانی تھی اور گنجائش تھی چیزیں اس زمانہ کے لوگوں کے لئے حرام تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے حلال کر دی تھیں یہ اس واسطے کہ احکام شاپ بہیمیت کے ساتھ ملکیت کو صدمہ پہنچانے میں منعقد ہوتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام گویا ایک فرشتے تھے کہ زمین پر چلتے تھے پھر یہودیوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور ان کے قتل پر حرج ہو گئے پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنا دی اور ان کو آسمان پر اٹھایا اور ان کے گرد وہ میں سے ایک مرد کو یا ان کے دشمن کو ان کی صورت کا بنا دیا تو وہ قتل ہوا ان کے گمان میں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے گرد وہ کی مدد کی اور وہ دشمن پر غالب آئے۔

(کتاب تاویل الاحادیث ترجمہ اردو صفحہ ۵۸ و ۵۹ و ۶۰) کتاب تاویل الاحادیث ترجمہ اردو صفحہ ۶۰

پر ہے۔ " اور وقائع قیامت کہ جیسے ظہور دجال کا اور حضرت مہدی علیہ السلام کا آنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دابۃ الارض کا حال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا سخت وقائع مجہد ہیں۔" رس، کتاب الفوز الکبیر فتح النجیر فی اصول التفسیر مطبوعہ ۱۹۲۲ء مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔

" و نیز از ضلالت ایشان یکے آنت کہ جرم مے کنند کہ حضرت عیسیٰ مقتول شدہ است و فی الواقعہ در قصبہ عیسیٰ اشتباہے واقع شدہ بود رفیع برآسمان راقل گمان کردند و کا برامن کا برسمان غلط روایت نمودند خدا تعالیٰ در قرآن شریف از آلہ شبہ فرمود کہ وَمَا قُتِلُوا وَمَا صَلْبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ"

۴، فتح النجیر کے صفحہ ۶ پر ہے۔

وَانْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الْاَلِیُّوْمَنْنِ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ خُرُوْجِ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ

۵، کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر کے صفحہ ۱۲

" و قصص عجیبہ حضرت عیسیٰ و تولد ایشان پر پردہ و کلمہ ایشان در مہد و ظہور و خوارق عادات از ایشان پس اس قصص بطور مختلفہ اجمالاً و تفصیلاً بحسب مقتضائے اسلوب سورہ مذکور شد" (صفحہ ۱۲)

۶، و از ذکر موت و مابعد آں کیفیت موت انسان و بیچارگی او در آن ساعت و عرض جنت و نار بعد از موت و ظہور ملائکہ غیب بیان فرمود و اشراط قیامت از نزول حضرت عیسیٰ و خروج دجال و یاجوج و ماجوج و نفخہ صمق و نفخہ قیام و حشر و نشر و سوال و جواب "رسم"

۷، وَمَا قُتِلُوا وَمَا صَلْبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ

ترجمہ، نہ کشته اند اورا و بردار نہ کردہ اند اورا و لیکن مشبہ شدہ برایشان بلکہ برداشت اورا خدا تعالیٰ بوسے خود دہست خدا غالب استوار کار"

فتح الرحمن صفحہ ۹۴

۸، وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الْاَلِیُّوْمَنْنِ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ و یوم القیمۃ یکون علیہم شہید ترجمہ، و نہ باشد هیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشان"

رفاۃ، یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند واللہ اعلم

فتح الرحمن صفحہ ۹۷

۹، سورۃ المائدہ پر پارہ ۷ کے رکوع ۵ میں ہے۔
 فَلَمَّا تَوَلَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ (ترجمہ) میں وقتیکہ برگرتی مرا تو بودی
 نگاہبان برایشان

رفائدہ، یعنی برآسمان بردی مرا رفتح الرحمن صفحہ ۱۱۹

سیدنا امام اعظم اور فرقہ مرتبہ

(از مولانا تطب الدین صاحب)

(بجلد اشاعت گذشتہ)

غیتہ الطالبین اور شرح فقہ اکبر کی عبارتوں سے جو مطلب مولوی امیر دین نے سمجھا ہے کہ قبلہ
 پیروستگیر اور ملا علی قاری دونوں حضرت امام ابوحنیفہ کو مرجعہ فرتے کا بانی کہتے اور دوزخی اعتقاد
 کرتے ہیں، آج تک کسی سنی حنفی عالم نے دونوں کتابوں کی عبارات سے یہ مطلب نہیں سمجھا۔ اور نہ
 پس پیش اور ساق و سباق کو غور کرنے سے یہ مطلب سمجھا جاسکتا ہے۔ حزب الاحناف میں منہ تعالیٰ
 متحر فضلہ گذرے ہیں اور جید علماء ہوئے ہیں جنحض علماء اور فضلاء ہی نہیں گذرے مروجہ کتب کے
 مصنف مؤلف اور علوم عقلیہ کے مدون اور موجد گذرے ہیں۔ لیکن جو مطلب غیتہ الطالبین
 اور شرح فقہ اکبر سے مولوی امیر دین اور دیگر متعصبین نے سمجھا ہے یہ مطلب حنفی عالموں اور حنفی ولیوں کی
 سمجھ میں آج تک نہیں آیا۔ ورنہ سنی حنفی لوگ حضرت پیر صاحب اور ملا علی قاری کو دل سے برا جانتے۔ نہ ان
 کو دلی اور عالم اعتقاد کرتے۔ اور نہ ان کی کتابیں پڑھتے دیکھتے۔ اور نہ ان کے سلسلہ قادریہ میں داخل ہو کر
 پیر صاحب کے ذکر خیر سے رطب اللسان ہوتے۔ بلکہ حضرت غوث اعظم جیلانی کو کوستے اور برا بھلا کہتے
 اور سب دشمن کہتے جیسے راضی آنحضرت کو ملعون اور کافر اور بناوٹی سید اعتقاد کرتے ہیں۔ یہ دلیل اس
 بات کی کہ حنفی سنی علماء نے قبلہ پیروستگیر صاحب کو حضرت امام ابوحنیفہ کا مخالف نہیں خیال کیا۔ ورنہ
 پیر صاحب کے معتقد صرف جنسلی جنسلی ہوتے۔ حنفی ایک بھی معتقد نہ ہوتا۔ لیکن اس کے برعکس
 جتنے حنفی سنی سلسلہ قادریہ میں داخل ہو کر پیروستگیر کے مرید ہیں اتنے جنسلی نہیں ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ شیعہ عالم زبان سے کہتے بھی ہیں اور اپنی کتابوں میں بھی
 کہتے ہیں کہ غیتہ الطالبین میں پیروستگیر صاحب امام ابوحنیفہ کو مرجعہ فرتے کا بانی کہتے ہیں اور مرجعہ

فرقہ کو دوزخی فرقوں سے شمار کرتے ہیں گویا پیر و شکیہ تمام سنیوں خفیوں کو دوزخی سمجھتے ہیں۔

علیٰ بن ابی طالب سنی عالم زبان سے بھی کہتے ہیں اور اپنی اپنی مولفہ کتابوں میں لکھتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین میں حضرت پیران پیر و شکیہ غوث اعظم جیلانی محبوب بھائی بھی تمام رافضی شیعوں کو بے ایمان اور ملعون لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ شیعوں سے قطع تعلق اور ترک سوالات لازم اور فرض ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے تمام کے تمام سنی حضرت پیر و شکیہ کو واقعی پیر و شکیہ اور داعی غوث اعظم اور سرکردہ اولیاء اعتقاد کرتے ہیں۔ ان سے بال برابر بھی تنفر اور کبیدہ خاطر نہیں۔ علماء منبروں پر چڑھ کر مسلمانوں کے عام مجامع میں آپ کی تعریف و توصیف میں تقریریں کرتے ہیں۔ پیر صاحب مذہب جنسلی ہیں اور یہ سنی حنفی حنفی جو کہ پیر صاحب کے سلسلہ قادریہ میں داخل ہوتے بیعت کرتے اور پیر صاحب کے مرید کہلاتے ہیں جنسی حسنی سید اور آپ کو عذر رسول کا فرد مکمل اعتقاد کرتے ہیں۔ اپنی آمدنی میں سے پیر صاحب کا حصہ نکال کر پیر صاحب کی اولاد پر تقسیم کر دیتے ہیں اور ہر چاند کی گیارہویں رات کو اپنا سارا دودھ پیر صاحب کی ارواح غریبوں مسکینوں کو پلا دیتے ہیں۔ برخلاف اس کے شیعہ جناب حضرت پیر و شکیہ کو سید اعتقاد کرتا تو بھائی خود مسلمان بھی نہیں جانتے۔ بلکہ حضور پر لعنتیں بھیجتے اور بناوٹی سید لکھتے ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ سنی لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور کتابوں میں لکھتے ہیں سچ ہے درابھی جھوٹ نہیں واقعی پیر و شکیہ غوث اعظم جیلانی شیعوں کو اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ملعون اور کافر لکھتے ہیں۔ اور خود شیعہ بھی اس حقیقت سے آشنا ہیں اور جانتے اور کہتے ہیں کہ پیر و شکیہ ہمیں بیدیں ادبلی ایمان خیال کرتے ہیں۔

لیکن شیعہ ملا سنیوں کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں جھوٹ کہتے ہیں۔ پیر صاحب ہرگز سنیوں اور سنیوں کے امام مذہب کو دوزخی نہیں جانتے۔ غنیۃ الطالبین کی عبارت کا مطلب جو شیعہ بیان کرتے ہیں وہ سنی نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ پیر صاحب کا یہ مطلب نہیں جو تم لوگوں نے سمجھا ہے۔ پیر صاحب نہ ہمیں دوزخی جانتے ہیں اور نہ ہمارے امام مذہب کو دوزخی جانتے ہیں۔ یہ تمہارا افتراء اور بہتان ہے اور سنی لوگ اپنے اس دعویٰ کی مختلف دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ علی سبیل الاختصار کچھ دلائل میں نے بھی بیان کئے ہیں۔ اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سنیوں کے دلوں میں پیر صاحب کی نسبت کوئی کدورت نہیں کوئی ملال نہیں۔ اور شیعوں کو چونکہ پیر و شکیہ صاحب نے ملعون اور لا مذہب فرمایا ہے اسلئے شیعہ بھی آج جناب کو بُرے بُرے خطابات سے مخاطب اور ناگفتہ بہ تہات سے متہم کرتے ہیں۔

اب یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ قبلہ پیر دستگیر صاحب شیعوں کو اور شیعہ قبلہ پیر دستگیر صاحب کو کن نغظوں میں ملعون اور بیدین لکھتے ہیں۔

پیر صاحب غیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی رواق تہ انس ان اللہ عز وجل اختارنی واخترالی اصحابی فجعلہم النصارى وجعلہم الصہاری وانہ یحیی فی اخر الزمان قوم ینقصونہم الا فلا توکلوہم الا فلا تنشاربوہم الا فلا تناکوہم الا فلا تصلوا معہم الا فلا تصلوا علیہم

علیہم حلت اللعنتہ (ترجمہ) فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ عز وجل نے اپنی تمام مخلوقات میں سے مجھے اپنے لئے چن لیا۔ اور میری تمام امت سے میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا۔ پھر ان اصحاب کو باقی امور میں میرا مددگار اور ناطقے رشتے میں میرے سرور و اماند قرار دیا۔ اور فرمایا کہ میں پیشگوئی کے طور پر تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے ان اصحاب رشتہ داروں کی گھٹا بازی کرے گی۔ خبردار نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا اور نہ ان کے ساتھ مل کر پینا۔ نہ ان سے رشتہ داری کرنا۔ نہ ان کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا نہ ان کے جنازوں پر نماز جنازہ پڑھنا۔

شیعوں کے بے دلیل دعویٰ کو میں نے دلائل اور قرائن سے افراء اور بہتان ثابت کر دیا ہے۔ کہ پیر دستگیر صاحب نہ سنیوں کو مرجیہ اعتقاد کرتے ہیں اور نہ سنیوں کے امام اعظم ابو حنیفہ کو مرجیہ فرتے کا مقتدا خیال فرماتے ہیں۔ اب مولوی امیر دین صاحب کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی دلائل سے سنیوں کے دعویٰ کو باطل کرے۔ اور سنیوں کے دعویٰ کے خلاف یہ ثابت کرے کہ پیر دستگیر صاحب شیعوں کو ملعون اور بے ایمان نہیں جانتے۔ اور اپنی کتاب غیۃ الطالبین میں کوئی نہیں لکھتے کہ شیعوں کے ساتھ برتنا کافروں کے ساتھ برتنا ہے۔

شیعوں کو جب کہا جاتا ہے کہ حضرت پیر دستگیر صاحب غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ تم شیعوں کو اپنی کتاب غیۃ الطالبین میں ملعون اور بے ایمان لکھتے ہو شیعوں سے اور تو کوئی جواب بن نہیں پڑتا پس یہ کہو اس تک دیتے ہیں کہ پیر دستگیر تم سنیوں کا پیر دستگیر ہے ہم شیعوں کا پیر دستگیر نہیں۔ ہم شیعہ تمہارے پیر دستگیر کو مسلمان بھی نہیں جانتے پیر دستگیر اور سید جانا تو بجائے خود رہا۔ ہمارے شیعہ مذہب میں وہ کافر اور بناوٹی ستید ہے۔

حسنی گمانی سید ذرا غور سے اس مسئلہ کو سوچیں کہ گستاخ شیعوں نے اپنی لائبریری سے

تمہاری نسل اور نسب کو مخدوش اور مجروح کر دیا ہے۔ دائرہ سیادت سے خارج کر دیا ہے۔ تہااری شرافت اور نجابت کی جڑ کو کاٹ دیا ہے۔ یا اپنا باپ دوسرا تجویز کر لیا ہے۔

مولوی امیر دین صاحب جن ضعیف الایمان سنی کو بہکا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے اس سنی کے دل میں حضرت پیر دستگیر صاحب کی عزت، اور وقوت ہے تب ہی تو مولوی امیر دین اس کو بین ہوت بہکا تے ہیں کہ پیر دستگیر صاحب امام ابو حنیفہ اور اس کے مقلدین کو دوزخی اور مرجیہ اعتقاد فرماتے ہیں۔ اگر اس ضعیف الایمان سنی کا اعتقاد پیر دستگیر کی بابت شیعوں جیسا اعتقاد ہوتا تو مولوی امیر دین صاحب اس کو اس طرح نہ بہکا تے بلکہ اس کے پہلانے اور بے ایمان کرنے میں کوئی دوسرا دام تزاویر نہ بچھاتے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں شیعوں کی کتابوں سے یہ بات بھی لکھتا جاؤں کہ شیخ حضرت پیران پیر میر پور غوث اعظم جیلانی محبوب جلالی شیخ سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ والہ تعالیٰ کے شان اقدس میں کس طرح کو اس سکتے اور کس طرح ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ اور کس طرح آپ کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر مضامین لکھتے اور کاغذ سیاہ کرتے ہیں۔ دیکھوان کی خلاصہ المصاب کا مشہ جس پر لکھا ہے۔ ”روایت سی و ستم فضائل شیعہ اور عداوت عبدالقادر ملعون ہیں۔ پھر اسی خلاصہ المصاب کے ص ۲ پر لکھا ہے۔ ”جب زمانہ عبدالقادر جیلانی کا ہوا جسے اہل باطل اور شرہ نے پیوستہ کر لیا۔ ”تو لکھتے ہیں۔ ”اور مصباح الہدایت کے ص ۳ پر ایک بد باطن شیعہ لکھتا ہے۔ ”اس زبیر نامہ اور لکھتا ہے۔ ”خواہ کے سید نے لفظ سیاہ پر وہ دھبہ لگایا کہ قیامت تک صاف نہ ہوگا۔“ اسی مصباح الہدایت کا کور باطن مصنف ص ۳ پر کسی کتاب کے حوالے سے لکھتا ہے۔ ”وہ (جناب پیر صاحب) دراصل سید نہ تھے بلکہ ایک شخص جنگلی دوست رومی النسل کے بیٹے تھے نہ انہوں نے خود دعویٰ سیادت کیا نہ ان کے بیٹے نے بلکہ شیخ نصر اللہ صالح جو ان کا پوتا تھا اس نے دعویٰ سیادت کیا جیسا کہ چھوٹے لوگ ذی مرتبہ ہو کر بڑی قوموں میں گھسنا چاہتے ہیں چونکہ شیخ صاحب کے مرید بکثرت تھے۔ لہذا ہر شخص نے سید کہنا شروع کیا تا انیکہ رفتہ رفتہ ہو ہی گئے۔ جیسا کہ میرا اپنا تجربہ ہے۔ اسی لاہور میں میں نے خود دو ایک خاندانوں کو دیکھا کہ وہ پہلے قریشی انصاری کہلاتے تھے آخر جب عہدہ ہانی جلیلہ پر پہنچے اور کچھ حیثیت بھی ہو گئی کچھ سید بن گئے۔“ انتہی۔

واحتسب قالا : افسوس صد افسوس! پیر صاحب کی اولاد اس دنیا میں آج بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہے اور وہ سب کے سب اپنے آپ کو نجیب الدمل سید کہلاتے ہیں۔ جب خود جناب پیر صاحب کو ملعون۔ کافر۔ بنا وئی سید کہا گیا تو تمام ان سیدوں کو ملعون۔

کافر بنادنی سید لہا گیا جو آپ کی اولاد سے ہیں۔ غور کرو یہ رسول پاک کی پاک اولاد پر کتنا زبردست حملہ ہے۔ اس پر بھی یہ لوگ کبے جاتے ہیں کہ ہم سادات عظام کے خادم ہیں۔ ان کے بزرگوں نے بھی اہل بیت کا خادم بن کر اہلبیت کا قلع قمع کیا تھا۔ الولد سؤ لایہ اب انہوں نے بھی وہی آباؤی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ منہ سے غلام کہتے ہیں اور کتابوں میں اہلبیت کو لعنتی اور بنادنی سید لکھتے ہیں ذرا گیسٹانی اور قادری سید شیعوں کے اس بکو اس کو غور کریں اور سوچیں۔

جس شخص کے کروڑوں نام لپو موجود ہوں۔ جس شخص کے لاکھوں اولیا مرید ہوں جس شخص کے ہزاروں اقلیاء معتقد ہوں۔ جس کو ایک دنیا قطب الاقطاب مانتی ہو۔ جس کے خادموں کو اس کے گزرنے زمانہ میں بھی بزم نبی میں شامل ہو میکا امتیاز نصیب ہے۔ جس کے کئے غلاموں کو ہر رات رسول خدا کی زیارت بہجت الہدٰی کا افتخار حاصل ہے۔ اس شخص کو شیعی ملعون ملعون کہتے ہیں کافر کہتے ہیں اور بنادنی سید بتلاتے ہیں۔ "وما ألقمواہم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید اللہ الذی الہ ملک السموات والارض واللہ علی کل شیء شہید" (ترجمہ) اور وہ مسلمانوں کی اسی بات سے چڑھے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے۔ جو زبردست اور سزاوار حمد و ثناء ہے۔ اور وہ ایسا قادر مطلق ہے۔ کہ آسمان کی اور زمینوں کی سلطنت اسی کی ہے اور اس کے علاوہ اللہ ہر چیز کے حال سے واقف بھی ہے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر مقتدر علما نے آپ کا شجرہ نسب لکھا ہے۔ اور مستند فضلاء نے آپ کو صحیح نسب سید بتلایا ہے۔ نہایت موثق طریق سے مذکور ہے کہ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا سلسلہ نسب امام حسن علیہ السلام سے اور والدہ مکرمہ کا امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی بن ابوصالح بن موسیٰ جلی دولت بن سید عبداللہ بن یحییٰ زاید بن سید محمد بن حسن مشہدی بن حضرت امام حسن علیہ السلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اور اسم گرامی فاطمہ بنت حضرت شیخ عبداللہ بن سید ابوبال بن ابو محمد بن طاہر بن سید ابی عطاء بن عبداللہ ثانی بن ابوجال ثانی بن عیسیٰ بن ابی علاء الدین بن سید محمد بن علی نقی علیہ السلام بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اور مولانا محبوب سبحانی خود اپنے تسمیہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ ۱۰۰ افا الحسنى والمحبى عہد تھا

بن سید عبداللہ بن یحییٰ زاید بن سید محمد بن سید عبداللہ بن موسیٰ جلی دولت بن سید عبداللہ بن یحییٰ زاید بن سید محمد بن حسن مشہدی بن حضرت امام حسن علیہ السلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

واقدا می عنق الرجال۔ وعبد القادر المشہور سنی: وجدی صاحب العین الکمال۔ ترجمہ میں حسنی ہوں اور مخدع میرا مقام ہے۔ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ میرا مشہور نام عبد القادر ہے۔ اور میرا دادا نانا صاحب کمالات گذرے ہیں یعنی حسنین علیہما السلام۔ اور مصباح کا کور باطن مولف لکھتا ہے کہ آپ نے اور آپ کے بیٹے نے سید ہونیکا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ نہ کذاب گیر و خرد مند و زار: کہ اور نیار و کے در شمار

فتوح الغیب جناب پیر دستگیر صاحب کی تصنیف ہے۔ اس کے الحاقی خطبہ میں پیر صاحب کے فرزند ارجمند اپنے والد کا نام نامی یوں رقم فرماتے ہیں "عالم ربانی محی الدین ابو محمد عبد القادر الحنفی والحسینی قدس اللہ روحہ و فرس ضارحی۔"

جب تمام تصنیفات میں آپ اور آپ کی اولاد امجاد اپنے آپ کو حسنی اور حسینی سید کہتے ہیں تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے اور آپ کی اولاد نے سیادت کا دعویٰ نبی سیرت "بسمایا مکرکہ ایمانکم ان لکنتم مومنین"۔ ترجمہ اگر تم اپنے پندار میں ایمان والے ہو تو تمہارا ایمان تم کو بہت ہی بر تعلیم دیتا ہے۔

خود مولوی امیر دین صاحب اپنی کتاب فلاح النجاستہ فی الصلوٰۃ والامامتہ میں ایک کتاب کا اشتہار شایع کرتے ہیں جس کا نام ہے "صدائے حقانی در حقیقت شیخ جیلانی المعروف بہ خسرو جیلانی" یہ کتاب مرزا احمد علی لاہوری کلرک کی تصنیف ہے۔ مرزا احمد علی نے اس کتاب میں اپنی ناشائستگی اور بد تہذیبی کا پورا ثبوت دیا ہے۔ قبلہ پیر دستگیر صاحب کو خسرو جیلانی لکھا ہے۔ اوجی بھر کر پیر صاحب پر لوم و سرزنش اور طعن و تشنیع کر کے اپنے امراء مال کو سیاہ کیا ہے۔ مولوی امیر دین اشتہار میں لکھتے ہیں "مواف نے اس رسالہ میں حالات شیخ جیلانی کے اس خوش اطہری سے لکھے ہیں کہ موافی مخالف بڑے ذوق شوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور حفا اٹھاتے ہیں اور حضرت شیخ کے حسب و نسب اور مذہب کے متعلق واقفیت ہم پہونچ کر نتیجے پر پہونچے ہیں۔

اب مناسب ہے کہ وہ ضعیف الایمان حسنی پہلے اپنے بہکانیوالے فضل کو کہہ کہ اگر سنیوں کو حضرت پیران پیر دستگیر دوزخی کہتے ہیں تو تم شیعوں کو وہ کب بہشتی کہتے ہیں اور پھر تم شیخ کب حضرت پیران پیر دستگیر کو بہشتی کہتے ہو۔ پیر دستگیر تم کو دوزخی اور ملعون کہتے ہیں۔ اور تم پیر دستگیر کو دجا و ابلا، ماحون اور دوزخی کہتے ہو۔

شہید کا آوازِ حق!

(از جناب آثر زبیری لکھنوی)

سید اہل الجنان جس کو بنایا وہ حسینؑ
دل لہجائی تھی نبیؐ کا جس کے بچپن کی ادا
اک سرور جاوہاں قلب پھیر کیلئے
وہ حسینؑ بن علیؑ نامحرم یاس و محن
آج آغشتہ نظر آتا ہے خون اور خاک میں
صاحبان عشق کو محسوس راج الفتنہ کا سبق
لے کر وہ بین و ماتم حاکمانِ خار و خشت
ہاں پسند آیا ہر شاید مسلک شمر و یزید
سینہ کو بی کشتاک سینہ فکاری کشتاک
ہاں عبت بالکل یہ نا اہل ہے و گداز
یہ تمہاری آہ و زاری کچھ اثر لاتی نہیں
توڑ دو اٹھک خدا را یہ طلسم اہر من!
کشتی موجِ ہلہلے خونِ نا افشائی مجھے
دلی ظلمت کا پتہ دینے لگے سینے کے زلغ!
تم نے انکی منزلت اور تقدیر پہچانی نہیں
یہ بھری ٹٹروں کے اوپر انکی روائی ہے یہ
لے پرستاران و دلدار اے عہدار و سنوا
کیا سیر کا کام لوگے اپنی یک جہیوں کیساتھ
یک بیک شمشیر کھینچنے کی ادا دیگی نہیں

دوش پر جس کو پھیرنے چڑھایا وہ حسینؑ
ہاں کہ نٹھا حلقوم جس کا بوسہ گاہِ مصطفیٰؐ
جبکی ہستی مردہ تھی چشمِ حیدر کیلئے
فاطمہؑ کی زندگانی اور بازوئے حسنؑ
آگے دیکھو کر بلا کے دشتِ بے نیاک میں
نئے رہا ہے دیدہ دنیا کو عبرت کا سبق
کہہ رہا ہر یوں بانِ عالی سی وہ حق پرست
خوب رو کر کیا ہے تم نے اعزازِ شہید
لے کر وہ ہو گواراں سو گوارے کشتاک
لاش ہے سر سے پوچھو سر نہا دینے کا راز
غیرتِ عشاق کو یہ لاد ہو بھاتی نہیں
رسمِ فریاد و فغان ہے فتنہ ملتِ شکن!
میری رقت کا سبب میری قربانی مجھے
ہاں مگر یوں گل ہو ہے تم سبکی عقلمند کا چوراش
اہلبیتِ مصطفیٰؐ کی آبرو جانی نہیں
کیلئے کرتے ہو تم تو میں ناموس حسینؑ
شرم کی بجائی جگہ ہے لے عزادار و سنوا
فوجِ باطل سے لڑو گئے مین کی چھریوں کیساتھ
ہوش میں آؤ کہ تم نے وہ فضا دیگی نہیں

فطرتِ اعلیٰ سے درسِ زندگی حاصل کرو

پر تو غورِ شہید سے تابندگی حاصل کرو

شہید ملت کا پیغام

... (ترغامہ) حضرت علامہ سیاح اکبر آبادی ...

اے وفائیکشان محفل غم گساران شہید
ہاں تھائے جسم پر ہیں سینہ کوئی کے نشان
خونچکاں آنکھیں دل صد پارہ کا گوارہ ہیں
ہاں حقیقت میں تمہاری فضل الانساں میں ہم
اس تمہاری آہ وزاری سے ہیں کیا فائدہ؟
سینہ زان ہوتے ہیں اسکی موت پر کچھ آدمی
جب سمجھتے ہو نہیں زندہ تو کیوں روتے ہو تم؟
واقعہ یہ ہے شہیدوں کو تو موت آتی نہیں!
اسیہ کیا رونا شہیدوں کو گوارا ہے یہی
زندگی کو ڈھونڈتے ہیں موت کے طوفان میں
گھاٹ پر تلوار کے پڑھتے ہیں دور کعت نماز
سجدہ گہ میں پھینک دیتے ہیں سر اپنا کا ٹکر
بار احساں کیا اٹھائیں دوش پر سہری نہیں
زندگی اپنی مصیبت یا مرض ہوتی نہیں
جرعہ کوثر سے کھچتی ہے ہمارے دل کی پیاس
فطر تا ہم ان سے بے پروا ہیں اور ہزار ہیں

اے غزاواران ہند اے درویشان شہید
ہاں تمہاری سرخ آنکھوں سے سمند میں اں
ہاں تمہارے دل ہماری یاد سے صد پارہ ہیں
ہاں خیالوں میں تمہارے راتخ الایساں میں ہم
لیکن اس رات گساری سے ہیں کیا فائدہ؟
رسم عالم ہے کہ جب دنیا میں مرنا ہے کوئی!
کیا یونہی ہم پر بھی رستاو صہ خواں ہوتے ہو تم؟
کیوں نظر قرآن کے اعلان پر جاتی نہیں؟
اب رہی مظلومی و بیچارگی و بے کسی
خاک خوں سے کھینچتے ہیں جنگ کے میدان میں
حق و باطل میں جو ہوتا ہے خیال امتیاز
سجدہ کیسا، رشتہ آداب دنیا کا کٹ کر
ہم احسان حیات و موت اٹھنا ہے کہیں
جوک سے اور پیاس سے ہم کو غرض ہوتی نہیں
بندش آب و غذا ہے ہم نہیں ہوتے آداس
اہل دنیا جن لذائذ سے یہاں سرشار ہیں

اپنی نظروں میں جہاں فی نفسہ اچھے گزرا

یہ حقیقت ہے تو پھر مظلومیت کیا چیت گزرا

کار آساں لے لیا ہے کار مشکل چھوڑ کر
پھر سمجھتے ہو اسی کو فطر تا ذوق غنا
عورتیں بھی نوہ کر لیتی ہیں سینہ کوٹ کر

عالم باطل ہو تم تر وید باطل چھوڑ کر
موت پر گریہ، شہادت پر بھی گریہ مرجبا
گود کے بچے بھی رو لیتے ہیں اکثر چھوٹ کر

شیوہ شیوں، شیوہ اہل دما ہوتا نہیں
مرد میں ذہنیت مردانہ ہونی چاہئے
جب جفاؤں کی گھٹائیں ہمیں چھین چھائی ہوئی
آئیں فرزندوں کی لائیں جب ہمارے سامنے
مشراب مہر و رضا کی پاسداری ہم نے کی
جب ہمیں نرسے میں لیکر تیر برساتے گئے

یوں جواب صاف ملت کے منافق کو دیا

مرد یا لیکن نہ اپنا ہاتھ فاسق کو دیا

ہے کوئی جس نے یہ ذوق معرفت ہم سے لیا؟
ہے کوئی جس نے ہمارے کام کی تجدید کی؟
ہے کوئی جس نے ہماری کی حقیقی پیروی؟
جینے جی واپس خدا کو جس نے کر دی زندگی

ہے کوئی جس نے یہ درس حریت ہم سے لیا؟
ہے کوئی جس نے ریاؤں کی تردید کی؟
جادو صبر و رضا میں ہم نے کی پیغمبری
ہے کوئی اتنا غیور و باحمیت ہے کوئی؟

ہے کوئی قائل کو دی ہو جس نے خود بڑھکھڑلا؟

ہے کوئی جو کٹ گیا لیکن نہ سجدے سے اٹھا؟

یہ شعارنا روا یہ ساز یہ تیساریاں
یہ نئے پردوں میں اوہام قدامت کی نمود
پاں کٹے ہیں جس پر مغربی فیشن کے بال
یہ محرم کا مہینہ عید کی سی دھوم مدام
پر ہوس دل، چال آوارہ، نظر بھی ہوتی
گھر میں فاقہ دعوت کام دوہن بازائیں
تال و سر کے ساتھ تو جو نگی صدائے ناز میں
تو میت سازی کے پرے ہیں زمانہ سناں
رگزاروں میں یہ بے معنی حیلہ و فراہیاں

یہ نمائش یہ تماشے یہ تنوع کاریاں
یہ لباس نو میں اپنی شان و شوکت کی نمود
یہ رنگیلے پیرہن، آنکھیں شیلی، ہونٹ لال
عورتوں کی بھیڑ، مردوں کا جوم داڑوہام
عارضی گلگوں پہ کاکل کی لٹیں لٹکی ہوئی
یہ غریب نفس جھوٹا بانچپن بازار میں
ڈھول اور تاشوں کا یہ ہنگامہ حشر آفرین
یہ زیارت کے بہانے، یہ نظارہ بازیاں
یہ غلط اسلاف، یہ اسلاف کی رسوائیاں

بدعا اس سے بھر عرض ریاکاری ہیں

اور کیا ہے جو تو ہیں عزت و آبرو کی

اسلام اور عاشورا

(دائرہ حاس)

عاشورا۔ عاشوراء اور عشوراء دسواں دن محرم کا ہے منتخب و صراح قرطبی نے کہا یہ نکلا ہے عاشورہ سے جانفہ اور تعظیم کے لئے۔ اور اصل میں یہ صفت ہے دسویں رات کی گویا وہ دن مثل دسویں رات کے ہے پھر دسویں تاریخ کو جو عاشورہ کہا اوس میں کئی توجہیں ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ دسواں دن محرم کا ہے جو ظاہر ہے۔ حضرت عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا صوم عاشورہ کا جو دسواں دن ہے۔ (ترمذی) بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ کے دن میں دس کرامتوں کا انعام فرمایا دس نبیوں پر پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ دریائے نیل سے نکلے اور پانی جدا ہو گیا اور فرعون کا لشکر دریائے نیل میں غرق ہوا۔ دوسرے حضرت نوح علیہ السلام ہیں کہ ان کی کشتی جو دی پر اوسی تاریخ پر پہنچی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام ہیں کہ اذکو مچھلی کے پیٹ سے اوسی روز نجات ملی جو تھے حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ وہ اسی دن پیدا ہوئے اور اسی دن آسمان پر اڑھائے گئے۔ ساتویں حضرت ہ اود علیہ السلام ہیں کہ توبہ انکی اسی تاریخ قبول ہوئی۔ آٹھویں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ وہ اسی تاریخ پیدا ہوئے۔ نویں حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کہ انکی بنیائی اسی تاریخ عود کی۔ دسویں ہمارے حضرت ختم المرسلین ہیں کہ آپ کو اوسی تاریخ نوشجری دی گئی کہ آپ کے اسٹل پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔ ایسا ہی ہے شامل ترمذی اور بخاری میں اور بہت سی توجہیں علمائے کرام نے اس باب میں فرمائی ہیں۔ جنکا بیان طوالت سے خالی نہیں اس مقام پر محرم اور ایام عشرہ محرم کے بیانات و حسانات بہ لحاظ شرعی و رسمی جواز اور منوعات مختصر طور پر ذکر کرنا مقصود ہے تاکہ اہل الرائے اس پر غور و بلوغ فرمائیں۔ اور عوام فائدہ اٹھائیں اس متبرک دن کی انصافیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے عشرہ محرم کے دن درہم صدقے کئے اور سال بھر اس کے عوض کا منتظر رہا بعض علماء کو عاشورہ کے دن یہ کہتے سنا کہ جو یوم عاشورہ کو ایک درہم صدقہ کرے اللہ اس کو نہار درہم دیگا وہ شخص بولا کہ یہ تو صحیح نہیں ہے مجھے پورا سال گذر گیا کہ میں نے سات درہم صدقہ کئے تھے آج تک ایک کوڑی بھی نہ ملی رات کو اس کے دروازے پر ایک شخص آیا اور سات ہزار درہم اس کے ہاتھ میں دے اور کہا اے جھوٹے لے اگر قیامت تک صبر کرتا تو خدا جانے کیا کیا پاتا۔ نفسی نے لکھا ہے کہ

ایک قیدی کافروں کا اون کے یہاں سے عاشورہ کے دن بھاگ گیا کافروں نے تلاش کر کے گرفتار کیا اس نے دعا کی کہ اللہ تجھ کو یوم عاشورہ مجھے نجات دے وہ سب کے سب اندھے ہو گئے اور قیدی نے ربانی پانی اوس نے اسی دن روزہ رکھا جب رات ہوئی تو کچھ کھانے کو نہ ملا بھوکا پیاسا سوٹا خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ پانی لیکر آیا اوس نے وہ پانی او سے پلایا بعد اوس کے وہ شخص میں برس زندہ رہا اور اس کو کھانے پینے کی کچھ ضرورت نہ ہوئی۔

اس باعزت و بابرکت روز میں مراتب علو اور مراتب فضل و کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل بذریعہ شہادت باہرہ حضرت امام حسین علیہ التحیۃ والثناء سے اللہ جل شانہ نے فرمائی اور اس طریقہ سے جمیع کمالات انبیائے سابقین کا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے مراتب انبیائے سابقین علیہ السلام میں صرف مرتبہ شہادت باقی رہا تھا جو اللہ جل شانہ کو بنفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا منظور نہ ہوا اور وہ بذریعہ بطین علیہا الصلوٰات پورا ہوا۔ اسی شہادت کے واقعہ میں جو جانیں اتر کر کھلیں جناب سید الشہداء کو پہنچیں وہ سب جانتے ہیں سر اسعیت غربت، مسافت، بیکسی۔ بے بسی نہ یار نہ مددگار نہ محسن و غمخوار و غمخوار کی قوت و نلبہ تفاوت و عدالت سفاکی بیرحمی اللہم احفظنا چاروں طرف سے مرتدوں نے گھیر لیا پانی بند کر دیا تین دن کے بھوکے پیاسے تمام خدام و اقربا آنکھوں کے سامنے مارے گئے عورتیں بے جرم قید ہوئیں یتیم و بیوا گر گرفتار ہوئے خود تن تہا رنگے تیروں کا مینہ چاروں طرف سے برسے لگا اعدائے خیر جناسے سر اندس کو جدا کیا نیزہ پر چڑھایا شہر بشہر در بدر پھرایا۔ یہ ایسا واقعہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو ہر سال اس کا غم تازہ نہ ہو جائے۔

اللہ نے پیدا جو کیا نیک و بلا کو: تقسیم ہوا سب وہ بحمان خدا کو
تحریر کا فرمان ہوا ملک و نسا کو: پھر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو
آغاز حیات تو لکھا نام ہی پر: اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

شیخ ابن حجر موقوق محرقہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی سفر السعادت اور رسالہ ثابت السنہ میں کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشورہ کے دن مصائب شہادت گزرے یہ سب کچھ آپ کی بلند مرتبہ اور رفعت مقام کا سبب تھا خدا عزوجل کے نزدیک پس جو شخص اس مصیبت کو یاد کرے اس کو چاہئے درود پڑھے اور اذی اللہ و افا الیہ مل جھون کہے اور ہر طرح کی خیرات اور میرات میں مصروف ہو۔ اور بدعات و خیرات جہاں وغیرہ سے پرہیز کرے کہ یہ مسلمانوں کے اخلاق میں اگر ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں ضرور ہوتا۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی جمہورہ فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن
سوائے روزہ کے کہ احادیث صحیحہ سے سنت اور استحباب اس کا ثابت ہے اور وسعت طعام کی عیال
واجاب پر اسکی حدیث بھی اصل رکھتی ہے اور کوئی اور نہ کرنا چاہئے اور تحقیق اسکی صواعق میں یہ آیت
اور جو متعارف ہے (یعنی ماتم) اور مزامیر بجانا مثل تاشہ اور ڈھول کے ماتم کے وقت ریلنے وصول
تاشہ پر ماتم کرنا اور نام پاک حسن حسین مال اور سر نہ منضم کرنا، اور کپڑے سیاہ رنگنا اور اسکا پھاڑنا اور
گالوں اور ہاتھوں کو سیاہ کرنا اور گریبان چاک کرنا اور بال پریشان کرنا۔ یہ سب خاک سر پر ڈالنا
اور سینہ اور زانو پیٹنا اور آگ جلانا قبروں پر ریلنے لگے ہوں پر تمہیں روشن کرنا، یہ سب مرامم جاہلیت
کے ہیں۔ اہل بیت کو رام کے متبرک ناموں کو متک کی راہ سے لگی گلی لیتے پھرنے اور علم بلند کرنا اور علموں
کو بازاروں میں پھرنے یا یہ شکار نیریلوں کا تھا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس کی تفصیل صاحب انوار السعد
نے اپنے استاد مولانا برہان الدین محمد کی تحریر سے حاشیہ انوار السعد میں یوں لکھی ہے کہ اون
اشقیانے پنجہ ہائے اطفال معصوم شہدائے کہ بلا کو مقتل شہدائے کہ بلا میں نیریلوں کے سروں پر
باندھے تھے اور یوں چند کمائیں کہ بعد غالی کرنے کے تیریلوں سے کہ اسی طرح شہدائے کہ بلا کے
ہاتھوں میں بعد شہادت رنگیں تھیں۔ اور ان کے ہمامہ بنر و سیاہ اور بعض اوڑھنیاں مستورات طیبہ
کی دھڑکراؤں سب کو علموں پر باندھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ سب علم اوس علم کے ساتھ
تھے جس پر سر قندیں تھا اور اس کو شدہ کہتے ہیں اور نقارہ اور نوبت اور شادیاں بجاتے ہوئے
دارالامارت کی طرف روانہ ہو کر ہنگامہ قیامت پائیگا۔ چنانچہ ہندوستان کے بعضے مشہروں میں
چند عامی لوگ موافق رسم کو نیوں کے اس معاملہ جگر سوز کی نقل عشرہ محرم میں کرتے ہیں اور اسکو موافق
رسم قدیم کے شدہ اور علم کہتے ہیں بلکہ بعض افغیا اب بجائے پنجہ شہدائے چاندی اور سونے کے
پنجے سادہ کاروں سے بنوا کر علم کے اوپر لگاتے ہیں گو اسکی حقیقت سے وہ آگاہ نہ ہوں۔ شدہ کے
معنی عربی زبان میں باندھنے کے ہیں ایسا اسطینان و علم کو شدہ کہتے ہیں وہی قدیم محاورہ اب تک
جاری رہا آیت ہے۔ اور نیز جھوٹی باتیں جوڑ کر موزوں کرنا اور انکو بالحاں موسیقیہ اور غنا رواج دینا اور
مالی سرے تو اعد موسیقیہ کے لحاظ سے ریلے نوحہ اور سوز جو گا کے پڑھا جاتا ہے بمائل اور محاسن
کرنا منع ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کتاب اور مثنوی جنہیں احوال و تعویض میں بلکہ جھوٹا دہتان اور
حقیر کرنا اپنے بزرگوں کا ہے ان کا نہ پڑھنا و رسد ہے نہ سننا۔ حدیث میں ان چیزوں کے پڑھنے

اور سننے کی ممانعت آئی ہے ایک اور مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتاویٰ میں ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سال میں دو مجلسیں فقیر کے گھر میں ہوتی ہیں۔ ایک مجلس ذکر مولود شریف دوسری مجلس ذکر شہادت حسنین علیہ السلام کی عاشورہ کے دن یا دو تین روز پہلے تقریباً چار پانچ بجے بلکہ نہر یا اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں بعد اس کے فقیر اگر بیٹھتا ہے اور فضائل حسنین کے جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان کرتا ہے اور جو کچھ ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں اور تفصیل بعض حالات اور بدآئی ان کے قاتلوں کی وارد ہوئی ہے وہ بھی بیان کی جاتی ہے اور اس ضمن میں بعض مرثیے جنات وغیرہ کے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ نے کہنے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں۔ اور جو خواب ہائے وحش کہ حضرت ابن عباس اور صحابہ نے دیکھے ہیں اور دلالت فرما غم روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں وہ بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ بعد اس کے قرآن ختم کر کے پنج آیت پڑھ کر حاضر پر فاتحہ پڑھا جاتا ہے۔ اگر اس درمیان میں کوئی شخص خوش آواز سلام پڑھتا ہے یا مرثیہ شروع تو اکثر حصار مجلس رکتے ہیں اور اس فقیر کو بھی گریہ و بکا لاق ہوتا ہے ورنہ خیر۔ یہ وہ مقدار ہے جو عمل میں آتی ہے پس اگر یہ چیزیں اس طرح پر کہ مذکور ہوئیں جائز نہ ہوتیں تو فقیر ہرگز اس پر اقدام نہ کرتا۔

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی قدس سرہ العزیز ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں جو تھقی بات یہ کہ وعظ و ذکر شہادت اخبار صحیحہ سے کرے اور اپنے بیان میں افراط و تفریط کو جو موجب بغض صحابہ اور امانت اہل اسلام ہو نہ کرے اور اپنی مجلس کو بدع و روافض سے محفوظ رکھے اور تخفیف تومی اور عقد مجالس سے بھی جیسا روافض کرتے ہیں محفل محفوظ رہے اور غرض اس کی مراد کہ مصائب اور استرجاع انہرور یعنی ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھی جانا تاویہ امر مشروع ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت امام علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر کوئی مصیبت پڑے اور وہ اپنی مصیبت یاد کرے ان اللہ کہے۔ اگرچہ اس مصیبت کو مدت گزر گئی ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو اجر دیگا اوس دن کا سا جس دن وہ اس مصیبت میں مبتلا ہوا تھا جس سے یہ ثابت ہو کہ ذکر شہادت حسنین علیہما السلام نتیجہ ثواب اور حسنات و برکات ہے یعنی علمائے متحققین نے یہ ہر گئی فتویٰ دیا ہے کہ اس فقہ کو خالی مدح و مناقب صحابہ سے بیان نہ کرنا چاہیے پس واعظ اور مرثیہ گو کو فروری ہے کہ مدح صحابہ تھی اول و آخر یا اوسط میں بیان کیا کہ ہے تاکہ رکالت رخص سے جدا ہو جائے حاجباً مصدر عبارت میں بدعت کا ذکر کیا ہے تو شیخ مقام

کے لئے مختصر معانی بدعت کے احادیث صحیحہ سے بیان کئے جاتے ہیں۔ امام احمد اور امام ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عریاض بن سادیہ سے نقل کیا ہے (حدیث) نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم کو نصیحت کی اور رونے لگے ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) غالباً یہ آخری نصیحت ہے رخصت کے وقت کی (اس وقت) آپ نے وصیت فرمائی اور فرمایا کہ وصیت کرتا ہوں میں اللہ سے ڈرنے کی اور اپنے امام کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ وہ ایک غلام حبشی ہو۔

(حالانکہ) جو کوئی بڑے کاتم میں سے میرے بعد وہ عنقریب دیکھے گا اختلاف کثیر پس میرے طریقے کو لازم جانو اور وہ طریقہ جو میرے خلفائے راشدین بہدین کہے اور اسی سے سند روا اور نہایت استقلال سے مضبوط پکڑاؤ اور نئی باتوں سے بچو۔ درحقیقت ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت اگر اچھی ہے۔

مضامین بالا پر غور کرنے کے بعد تیق طلب امر یہ ہے کہ مراسم محرم منیوں کے کس طریقہ سے جائز ہیں جو بدعت ضالہ سے پاک ہوں اور وہ ایک امر شرعی اور امر دین کہلایا جائے اور تیق ثواب ہو اور بدعت ضالہ کے تحت میں نہ آسکے۔ وہی اقوال ہیں جن پر علمائے کرام نے فتوے دیے ہیں اور صدر تحریر میں تفصیل لکھ دیا گیا لیکن وہ امور جن کو نفس مکہ سے تعلق نہیں اور رسم دنیائے اس میں بدعت اور غیر بدعت کا حکم کرنا محض خلاف ہے مثلاً پر شوکت کرنا مجاس اور محافل کا اسباب زینت سے مزین صحابہ اور مرثی و سلام خوش الحانی سے پڑھنا جس سے قلب متاثر ہو و مراثع اور منقبت پڑھنا بازاروں میں بلا اعلان وقت کی ضرورت کے لحاظ سے اردنیا نہیں ہے بلکہ امر دین ہے نقل ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے اپنے باپ کے وقت میں حج کیا ملو افکر کے اس فکر میں تھا کہ ذرا ہجوم کم ہو جائے تو ہجر اسود کو بوسہ دوں ایک منبر پر ہم لوگوں کو بیٹھکھکھ دیکھنے لگا اور اس کے گرد ایک گروہ شامیوں کا تھا اتنے میں حضرت زین العابدین طواف کے لئے تشریف لائے جب آپ حجر اسود کی طرف مڑے تو سب لوگ ادباً یک سو ہو گئے اور آپ نے حجر اسود کا بوسہ لے لیا اور ایک شامی نے پوچھا یہ کون ایسے باوقار ہیں ہشام نے نال کر کہہ دیا تاکہ لوگ ان پر ٹھکانہ نہ پڑیں، کہ میں نہیں جانتا۔ فردق شاعر بھی وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ میں پہچانتا ہوں اس نے کہا اے افسر کہہ تو اس سے یہ کون ہیں۔ اس نے وہ قصیدہ پڑھا جس کو مولانا جامی نے سلسلہ الذہب میں بزبان فارسی ادا کیا ہے یہ آئیں سن انیکہ مکہ و بلحاہ زمزم و بوقیس و جوف من

حدم و ابل و بیت و رکن حطیم
مردہ و سخی و صفا حجر عرفات
نار و ان و مقام ابراہیم
طیئہ و کعبہ کربلا و فرات
ہر یک آمد بقدر او عارف
قرۃ العین سید الشہد است
زہرہ شاخ و دوحہ زہر است
لا لہ راغ حیدر کرار
میوہ باغ احمد مختار!

اس میں بہت سے اشعار ہیں اور بہت کچھ منقبت و ثناء ہے ہشام نے یہ قصیدہ سن کر خفا ہوا اور فروق کو پکڑ کر غفان میں تید کر دیا یہ خبر حضرت علی بن حسین کو پہونچی آپ نے فروق کو چار ہزار درم بھیجے اوس نے واپس لئے اور عرض کیا کہ یہ مدح سچ صحیح نظر اظہار واقعے کے کی ہے کچھ شاعری نہیں اور نہ شاعری کے صلے کی غرض سے۔ اب ایسے موقع پر جہاں بشارہ و کنایہ عوام کے دلوں میں خلفائے راشدین کی عداوت بٹھائی جاتی ہو۔ ایسے مقام پر خلفائے راشدین کی منقبت بازاروں میں اُن ناماقول کے سامنے کیونکر جائز نہیں ہے۔ اور اس میں کون سی ایسی بدعت ہے بلکہ ایسے مقام پر تو واجب ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے کانوں میں یہ مدائح پڑیں اور تاریکی و گمراہی سے اُن کے قلوب بالکل محفوظ و مصون رہیں۔

(۵۵)

ضروری گنداش

جن اصحاب کی میلاد خریداری کے منبر ذیل میں درج ہیں انکی مدت کی خریداری اس مہینے ختم ہو گئی ہے۔ ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کیلئے اپنا چندہ بذریعہ نئی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی مجبور کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ و فرم شمس الاسلام کو مطلع فرمائیں۔ خاموشی کی صورت میں ۱۵ اپریل کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی۔ ایل ارسال خدمت ہوگا۔ (۲۹ مئی ۱۹۷۹ء)

۱۰۷۸ جناب ایم محمد دریا صاحب کلکتہ۔

۱۰۸۱ مولوی نذیر احمد خان صاحب دھونڈا۔

۱۰۸۵ " ماسٹر احمد علی شاہ صاحب مکن پور۔

۸۰۰ " محمد عبداللہ صاحب فاضلکا۔

۱۰۸۹ " محمد اعظم شاہ صاحب شیر شاہ جنگلشن۔

۳۳۱ " رائے مہدی خان صاحب پرم ربرما۔

۳۶۲ " بابو علی محمد صاحب ممبر ربرما۔

۳۷۴ " ایم فتح علی صاحب ربرما۔

۱۰۲ جناب ماسٹر میر محمد صاحب گوناٹ

۱۰۶۳ " شرافت آباد قاضی صاحب چکدرہ

۱۰۶۵ " گل صاحب بٹ حیلہ

۱۰۶۱ " پروپٹریٹر صاحب منظور بٹ ہاؤس بٹول۔

۱۰۳ " قاضی فقیر محمد صاحب کٹرالی

۷۷۹ " میاں شمس الدین صاحب ابوسر

۱۲۳ " بابو محمد صدیق صاحب راولپنڈی

۱۰۷۷ " ایم آقا صاحب احمد صاحب ربرما

بقیہ صفحہ ۲۸

واقعہ کربلا

اور عقیدت و ان حسین کی نازک خیالیاں

(ان حساس)

کتاب جلاء العیون کے باب پنجم فصل مہتمم کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ کربلا کوئی خاص نام و علم نہیں ہے بلکہ بوجہ وقوع کرب و بلا اسکو نامزد کر بلا کیا ہے۔ لہذا یہ تمام مقام منبر و اکے منافی نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں کربلا ہیں اگر اس واقعہ کو مہتمم بالشان اس وجہ سے کہتے ہو کہ آپ صبر کے پیارے شہید ہوئے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اول تو جب انسان سفر کرتا ہے تو ضروریات کا انتظام پیشتر کر لیتا ہے اور پھر حضرت امام کو تکلیف کیسے ہو سکتی تھی۔

جلاء العیون باب پنجم فصل چہارم میں ہے کہ اعلیٰ بن بنانہ روایت کرتے ہیں کہ امام حسین نے فرمایا اٹھو اس وقت ہم اور امام حسین کوفہ میں تھے ناگاہ پلاک جھپکنے سے میں نے دیکھا کہ ہم اور امام حسین مسجد قبا میں ہیں (یعنی مدینہ) پس حضرت حنین میری طرف دیکھ کر سگرائے اور فرمایا اے اعلیٰ خدا نے ہوا سلیمان پیغمبر کے لئے مسخر کی تھی کہ چاشت کے وقت ایک مہینہ کا راستہ جاتے تھے اور آخر وقت بھی ایک مہینہ کا راستہ طے کرتے تھے اور مجھے اس سے زیادہ عطا کیا ہے میں نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ صحیح فرماتے ہیں الخ لمخصاً۔

مجھلا ایسی صورت میں کہ جب اور جس کی معرفت چاہتے اپنے کھانے کا انتظام کر لیتے اب رہا پانی کا انتظام اس کے متعلق بھی حدیث بلکہ احادیث صحیحہ موجود ہیں چنانچہ باب پنجم فصل ۱۲ جلاء العیون میں لکھا ہے کہ

جب تشنگی نے اصحاب و فادار امام ابراہیم پر غلبہ کیا حضرت امام کے پاس آئے اور شکایت پیاس بیان کی حضرت امام نے ایک بلیجہ دست مبارک میں لیا اور عقب خیمہ حرم محترم میں تشریف لگئے اور پست خیمہ سے نوحہ دم جانب قبلہ چلے اور ایک بلیجہ زمین پر مارا کہ باعجاز امام چشمہ آب شیریں ظاہر ہو کہ امام نے مہ اصحاب پانی نوش فرمایا اور تشنگیں وغیرہ بھریں پس وہ چشمہ غائب ہو گیا الخ

اس کے بعد لکھا ہے کہ ابن زیاد کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو پانی بند کرنے کی نیت سختی کی اور کہا جس طرح عثمان تشد لب قتل ہوئے یہ بھی اسی طرح شہید ہوں جب لشکر ابن زیاد نے سنا تو اہل بیت رسول پر پانی نہ پانے کی تائید کی اس کے بعد یوں عبارت منقول ہے کہ

پیاس انہیں نلبہ کیا امام حسین نے اپنے برادر عباس کو طلب فرمایا اور تین سو ادریس پیدا دے اُن کے ہمراہ کر کے بیس شکیں اُن کو دیں کہ فرات سے بھر لاویں بالآخر اصحاب امام حسین شکیں بھر لائے اسی وجہ سے حضرت عباس کو سقا اہل بیت کہتے ہیں۔ الخ۔

ہندوستان میں بزمانہ محرم منہ لوچنے واویلا کرنے سینہ کوٹنے کو بڑی عبادت اور ثواب خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سب باتیں بالکل رافعل ہیں چنانچہ جلال العیون کے باب پنجم فصل ۱۲ میں ہے کہ جب حضرت امام حسین نے عراق جانیکا قصد کیا تو خطبہ ادا فرمایا اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ضرور ہوگا اور ہم اہل بیت بفضائے الہی راضی ہیں اور اس کی بلا پر صابر رہتے ہیں کہ ہمکو اوسکے عوض بہترین جزا و صابریں عطا فرمائے الخ مختصراً“ و نیز اسی باب و فصل میں ہے کہ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین نے قریب وقت شہادت اپنی بہن کو بایں الفاظ وصیت فرمائی کہ

اے خواہر اگر امی تم کو قسم دیتا ہوں کہ جب میں تیخ اہل جفا سے بعالم بقارحلت کروں گریبان چاک نہ کرنا اور منہ نہ لوجنا وادیلانہ کرنا پس اہل حرم کو فی السجۃ تلی وکیر تحیہ یہ فخر آخرت درست کیا الخ

باب پنجم فصل ششم میں ہے کہ

ابن قولیہ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب جبریل خبر شہادت امام حسین رسول خدا کے پاس لائے آنحضرت جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر مائے خلق میں گئے اور ایک ساعت طویل تک باگدگر اس مقدمہ میں مشورہ کیا اور دونوں پر گریہ غالب ہوا اور بہت روئے پس قبل ازیں کہ ایک دوسرے سے نصحت ہوں جبریل نازل ہوئے اور کہا خداوند تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو پس رسول خدا اور جناب امیر نے حکم خدا صبر کیا۔

اسی جلال العیون کے باب اول فصل چہارم میں ہے بسند معتبرہ جابر انصاری سے روایت ہے کہ

۱۷ صفحہ ۴ نمبر ۱۸ جلد ۱، بجواب سوالی تحت اللفظ لوجو کے تحریر فرماتے ہیں:

جو مرثیے مضامین باطلہ سے خالی ہو اُن کا پڑھنا جائز ہے بعض مرثیوں میں فی الحقیقت ایسے مضامین ہیں جن میں علاوہ اور خرابیوں کے عزائے سید الشہداء کے منافی امور بھی اندراج ہو گئے ہیں اور ضرور اجتہاد کرنا چاہئے لیکن بعض مرثیوں میں بھی ہیں جن میں کہ صحیح حالات منظم ہیں اور موارد خاص میں۔ حال سے تجاوز نہیں ہے اور نکا پڑھنا مستحسن ہے اور جو لوگ اس طرح کے مرثیے پڑھتے ہیں اور نکا پڑھنا پڑھنا جائز ہے اگر مضمون صحیح کی تعریف تہذیب کے ساتھ کیجائے اور اسمیں عزاداری کے مناقب سے اجتناب رہے تو مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ

۱۸ عوارف، صفحہ ۵ نمبر ۲۰، جلد ۱، سوالی تصاویر سید الشہداء جو مرقع سے موسوم ہیں اور نکا لکھنا یا دیکھنا یا امام باڑہ میں بخیال تعظیم لٹکانا یا اُن کا کھینچنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب، تصویر ذی روح کی علی العموم بنانا حرام ہے اور اگر احیاناً کوئی تصویر فرضی جناب سید الشہداء کی بنائے اور کو دفن کر دینا یا دریا میں با احترام ڈال دینا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ

السوال، خلاف شرع مجالس اعزاء میں جہاں کہ باوجود ممانعت اور فہمائش کے غلط روایات یا راگ رنگنی میں سوز خوانی یا ڈھول تاشہ علامات شادی دریا ظاہر کئے جاتے ہوں شامل نہ ہونے سے کچھ مواخذہ تو نہیں ہے۔

الجواب، ایسے مجالس کی شرکت میں مواخذہ ہے اور شریک نہ ہونے میں کچھ مواخذہ نہیں ہے واللہ اعلم۔ ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ۔

نیز اسی کتاب کے باب پنجم و فصل چہارم میں لکھا ہے: "جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز امام حسین کسی بیمار کی عیادت کو گئے اس کو شدید بخار تھا جب امام اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کا بخار جاتا رہا بیمار نے کہا میں اس سے راضی ہوا جو خدا نے آپ کو عنایت کی ہے اور بخار بھی آپ سے بھاگتا ہے۔ امام نے فرمایا خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے مگر یہ کہ اسے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کرے الخ مختصراً اس سے معلوم ہوتا ہے ساری مخلوق امام حسین کے تابع حکم تھی امام سبکین نہ تھے۔ نیز اسی کتاب کے باب پنجم فصل مفتاح میں ہے۔

ابن قولیہ وغیرہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خدا نے قائلین امام حسین پر لعنت و ملامت کی۔ جناب فاطمہ نے اپنے پدر سے کہا کیا باتیں آپ فرماتے ہیں حضرت رسول نے فرمایا اے فاطمہ جو کچھ اس فرزند پر بعد میرے اور تمہارے آزار ظلم و ستم گزریں گے وہ مجھے اس وقت یاد آئے اور یہ فرزند اس روز اپنے اصحاب میں ہوگا کہ وہ اصحاب مانند ستارہ ہائے آسمان ہوں گے۔ اور نہایت شوق سے اپنی جاں دیں گے اور یہ باتیں اس جگہ واقع ہونگی جسے کہ بلا کہتے ہیں کہ وہ مقام کرب و بلا و محنت و عناء اہل بیت رسول خدا ہوگا الخ مختصراً۔

اور اسی کی مؤید روایت ہے جو اسی باب کے فصل دوازدہم میں منقول ہے کہ بسند معتبر جناب جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب سید الشہداء مدینہ سے باہر تشریف لیکئے اواج ملائکہ معہ علامتہائے محاربہ نیزے ہاتھوں میں لئے اسپان بہشت پر ہوار حاضر ہوئے اور سلام عرض کر کے کہا اے حجت جمیع خلق کے ہم نے حکم خدا آپ کے جد بزرگوار کی بہت سے مقامات پر نصرت کی اور اب ہم کو آپ کی نصرت کیلئے بھیجا ہے حضرت امام نے فرمایا ہمارا تمہارا وعدہ گاہ کر بلا ہے وہاں میرے پاس آنا۔ الخ غرضیکہ تائید خدا تک شریک حال تھی وہ سرگز مجبور و بکس نہ تھے جو کہے وہ بد نصیب مذہب شیعہ سے جا مل ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ بے اصل بات کو لوگوں نے مشہور بنا کر ہتھم ہاتھ ان بنا دیا ہے تو مذہب لوگوں کے قول و فعل مشہور کا نام ہے نہ عوام کا لالہ نام کے عمل کا نام مذہب ہے یہیں تو اتباع و تمسک ثقلین سے مطلب ہے بہت سی بدعت و شرک کی باتیں اہتمام کے ساتھ ہزار بار بس سے رائج و شائع ہیں کیا کوئی کثرت رواج و شہرت کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ ہتھم ہاتھ ان فعل واجب العمل ہے۔ (الغیم)

- | | | | |
|------|--|------|---|
| ۱۱۲۲ | جناب ایم خان خان صاحب (برما) | ۳۵۶ | بقیہ صفحہ ۲۲ جناب ناظم صاحب کتب خانہ جہنگ لکھیانہ |
| ۱۱۰۵ | مولانا زین الدین صاحب ترک | ۹۰۰ | تاضی جلال حسین صاحب مکتبہ جنوبی |
| ۱۱۰۷ | ایف۔ ایم نور الدین شاہ صاحب جتور بنگال | ۱۱۶۶ | مستری نور محمد صاحب کلکتہ |
| ۱۱۰۸ | حاجی ناچ الدین صاحب بنول | ۱۱۶۷ | سیاں گل محمد صاحب |

خاکساری فتنہ

بلسلسہ اشاعت مالا فروری ۱۳۳۵ء

”مصلّوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ جیتے رہنا ہر وقت نماز پڑھنا اعتکاف کرنا
شُرک کفر اور بد معاشی ہے“

”کام چوراہہ اور حراخورو کر کے لئے یہ ہر وقت سلام کرنے رہنا“ یہ دہم دم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا یا مودب سرودھ ہو جانا، پرے درجہ کی گستاخی اور بد معاشی ہے۔

رالی قولہ، ”مصلّوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ جیتے رہنا“ کلمبیاں اور مکر گوشوں میں اونٹھنا اور تکلیف دہ احکام سے تماہل عارفانہ کر کے اُن کو نالتے رہنا، ہاتھوں اور پیروں کے عمل سے گریز کرنا اور دل کے اندر ایک لاکھ بتوں کی انجمن لگائے رکھنا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں کوئی توحید عبادت کا دسواں بلکہ لاکھواں حصّہ نہیں بلکہ ریاکاری اور مکاری ہے، شرک اور کفر ہے۔ (تذکرہ حصار و دیباچہ صفحہ ۹)

۱۔ اس سے قائل کی مراد اعتکاف ہے معاذ اللہ رفاہی،

۲۔ مشرقی ہر جگہ ”عمل“ کا جو رونا روتا ہے تو آخر ”عمل“ کیا بلا ہے؟ اس سوال کا جواب آپ کو خاکساروں کے ”عملی“ پروگرام میں ملے گا۔ اس پروگرام میں انگریزوں کے بنگلوں پر جا کر اُن کو سلام کرنا ان کے لئے مرغیاں اور انڈے ہم پہنچانا۔ اُن کے بیروں اور خانساموں کے گھروں میں جا کر جھاڑو وغیرہ دینا، اُن کے گھوڑوں کی لید وغیرہ اٹھانا بھی شامل ہے۔ مشرقی کے نزدیک بس یہ ”عمل“ اور عبادت ہے باقی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن، اعتکاف، فراغل وغیرہ اس کے نزدیک نہ عمل ہے نہ عبادت خَا تَا لَلّٰہِ وَ اَخَا لَیْکَ رَا جِعُوْنَ

رفاہی،

روزہ اور ماہ رمضان کے فضائل کا لحدِ اندازہ انکار اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کے پچھلے سینکڑوں برس کی نمازیں اُن کے روزے اکارت ہیں اور اُن کے نتیجے میں جنت تو کیا جہنم کا بہتر میل گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔

”گر وڈ در کڈ مسلمانوں نے تیرہ سو برس تک روزوں کی مشق کی۔ روزے کو تقدس کا وہ درجہ دیا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو کو خوشبو اور آسمان کے فرشتوں کو اس کے لعاب دہن چاہئے کے لئے کہا۔ ماہ صیام کی وہ جمابہی اور فرضی فضیلتیں دکھائیں کہ آسمان کے کڈ در کڈ فرشتوں کو اس مہینے کی تعظیم کے لئے زمین پر اتارا قرآن بلکہ حدیث اور کلام میں ان منگھڑت باتوں کی کوئی سند نہیں رالی تو لے۔“

لے مشرقی اس عبارت میں حسب ذیل باتوں کو ”منگھڑت“ اور بے سند“ کہتے ہیں، روزہ دار کے منہ کی بدبو کا خوشبو ہزار، ماہ صیام کے فضائل، اس مہینے میں فرشتوں کا آسمان سے اترنا اور دعویٰ کرتا ہے کہ ”قرآن بلکہ حدیث اور کلام میں ان منگھڑت باتوں کی کوئی سند نہیں“ میں ان چیزوں پر نہایت اختصار کے ساتھ قرآن و حدیث سے روشنی ڈالتا ہوں۔

۱، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”وَلَتُخْلَقَنَّ فِيهِ الصَّائِمُ أَطْيَبُ عَمْدٍ اللَّهُ مِنْ دِيْهِ الْمَسِيحُ“ (بخاری و مسلم، یعنی، ”روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے خوشتر ہے“، ۲، صیام کے فضائل کو فرضی کہنا بھی مشرقی کے بے دین ہونے کی ایک دلیل ہے خود خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۱، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ (سورہ بقرہ

رکوع ۲۳۶، یعنی، ”ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جس کا وصف یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت اور واضح اندلالتہ ہے۔ اور یہ منجملہ اُن کتابوں کے ہے جو سب سے زیادہ اہمیت اور درجہ و باطل میں فیصلہ کرنے والی ہیں“ اس مقدس آیت سے ماہ رمضان کی عظمت اور فضیلت کا برہنہ ہوتا ہے۔ ۲، ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبْرَكَةٍ“ (سورہ دخان ۴)، یعنی ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں اتارا“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُس رات کو برجستہ آیت آئندہ میں ”لَيْلَةِ الْقَدْرِ“ سے تعبیر فرمایا ہے، ”بابرکت رات“ قرار دیا ہے۔ (تعبیر عامہ ص ۱۸)

ان تمام دروغ بافیوں اور آٹھ کروڑ مسلمانوں کی عام خاقہ مستی کے باوجود ہندوؤں کی دلہند اور ناقہ سے نا آشنا قوم کے فارغ البال شخص رجسٹرنا تھ داس، کاستردن کا کرٹا کے کی گرمیوں میں مسلسل روزہ اس کی اپنی قوم کے لئے وہ کام کر گیا کہ اس نے انگریزی حکومت کے عظیم اٹان محل کی بنیادیں ملا دیں۔ بدبخت آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے ایک نہ نکلا جو اس روزے کا مقابلہ کرتا اور اس غیر آسمانی اور غیر شرعی روزے کو بے وقعت کر دیتا

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰ - اور یہ رات ۱۰ رمضان المبارک کی ہے۔)

۳، اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ تَهْجِیْ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ سُوْرَةُ الْقَدْرِ ۳، یعنی، ”بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ یہ رات ہزار چہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہرام خیر کو لیکر اترتے ہیں۔ سراسر اسلام ہے یہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے،“ اس سورۃ میں حق تعالیٰ نے ”شب قدر“ کو جو رمضان المبارک کی ایک رات ہے، ہزار مہینہ سے بہتر قرار دیا اس میں طلوع فجر تک آسمان سے فرشتوں اور روح القدس کے اترنے کو بیان فرمایا۔ حدیثوں میں فرشتوں کے اترنے اور اس مقدس مہینہ کے فضائل کا ذکر نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ موجود ہے میں طول سے بچنے کے لئے ان کو نقل نہیں کرتا۔ اب ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان تمام چیزوں کی سند قرآن مجید اور صحیح احادیث میں بالفاظ واضح موجود ہے لیکن مشرقی ان کو ”منگھڑت“ اور بے سند کہتا ہے کیا یہ اس امر کی روشنی میں نہیں کہ مشرقی یا تو قرآن و حدیث سے بالکل جاہل ہے یا جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے؟

باقی رہا ”فرشتوں کا روزہ دار کی تھے چائنا“ سو اس کے متعلق کوئی روایت آج تک میری نظر سے نہیں گذری جب تک اس کا حوالہ نہ دیا جائے اسکی نسبت کچھ عرض نہیں کیا جاسکتا (تاسمعی)،
۴ مشرقی جتندر ناتھ داس کی جھوک پڑتال اور خود کشی کو آٹھ کروڑ مسلمانوں کے روزہ پر ترجیح دینا پرلے درجہ کا الحاد نہیں تو کیا ہے؟ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے اس کو ”نیاک عمل“ بھی تسلیم کر لیا جائے جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں کیونکہ جتندر ناتھ داس دہریہ اور خدا کی ہستی کا منکر تھا

پس میرے نزدیک یہ پچھلے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب اکارت ہیں ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔ (اصلاح ۵، اپریل ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۷۷)

ربقیہ حاشیہ ص ۲۹، اور ایسے لوگوں کے اعمال سب برباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ كَذَبَتْ أَعْمَالُهُمْ ط (سورہ اعراف ص ۱۷، یعنی جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے۔ اگر مشرقی کو قرآن کا فیصلہ منظور نہ ہوتا تو اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر سوچے کہ وہ خود کیا لکھ چکا ہے ملاحظہ ہو۔
"کانگریس نے چونکہ عدم تشدد کا اعلان انگریزوں سے انتقام لینے یا مسلح حکومت کا خاموش مقابلہ کر کے اس کا نظم و نسق بگاڑنے کی نیت سے کیا اور خدا کی نوکری کا ٹھیل ان لوگوں میں نہیں جو اس پر عامل ہیں اس لئے اس میں صحیح اصلاح نفس پیش نظر نہیں۔ نہ نفس کی اصلاح اس سے لازماً پیدا ہو سکتی ہے۔"
(اصلاح مورخہ ۵ اپریل ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۷۷)

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے: "جس نیک کام کرنے والے کے پیش نظر خدا اور آخرت کا اجر نہیں اس کی نیکی میں قیام اور ولولہ ہرگز نہیں اس کا ہوا پر تکیہ ہے۔"
کیوں جی! کانگریس کا عدم تشدد ربا و دیکھ یہ اچھی چیز ہے، تمہیں اس لئے پسند نہیں کہ
"یہ گورنمنٹ کے نظم و نسق کو بگاڑنے اور حکومت سے انتقام لینے کی نیت سے کیا گیا۔ لیکن قبضہ ناتھ داس کی بھوک ہڑتال کو جس کا نتیجہ بقول تمہارے یہ ہے کہ اس نے انگریزی حکومت کے عظیم الشان محل کی بنیادیں ہلا دیں اور جس کا مقصد بھی وہی تھا جو کانگریس کے عدم تشدد کا ہے اس قدر سراہا کہ اس کے مقابلہ میں تم نے آٹھ کروڑ مسلمانوں کے روزہ کو بالکل بے وقعت ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ تمہارے منجھوٹا احساس اور مرقاتی ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔ کرم ایک وقت میں ایک چیز کو قابل مذمت سمجھتے ہو۔ اور اسی نوعیت کی دوسری چیز کو انہیں حالات میں حد سے زیادہ سراہتے ہو۔ حافظہ کے درست کرنے کی کوئی دوا استعمال کرو ورنہ پبلک کی طرف سے دعوے کو کاسٹریفیکٹ مل کر رہے گا۔

ہاں تو مشرقی کی ان دونوں عبارتوں کے پیش کرنے سے اصل مقصود اس حصہ کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرانا ہے جس میں مشرقی کو تسلیم ہے کہ "جس نیک کام میں کام کرنے والے کے پیش نظر خدا اور آخرت کا اجر نہ ہو۔ اس سے نہ نفس کی اصلاح ہو سکتی ہے نہ ایسی نیکی کو قیام ہے۔" (رباتی حاشیہ ص ۷۷)

مسجد میں سنتیں پڑھنا گستاخی اور فساد ہے

لوگ ان مسجدوں کے اندر روضہ کرتے ہیں، کلیاں بھر بھر کر حوضوں میں پھینکتے ہیں نالیوں میں بول و براز کرتے ہیں اور سنتیں پڑھ پڑھ کر مسجدوں کو محشرستانِ فساد بنا دیتے ہیں اور ہمیں سمجھاتے کہ یہ باتیں خانہ خدا کے اندر گستاخیاں ہیں۔ (تذکرہ حصہ اردو۔ مقدمہ کے صفحہ کا حاشیہ)

قادیان اور اچھرہ میں معنوی مناسبت

اول باخر نسبتہ وار

حیات مسیح علیہ السلام کا قطعی انکار

حضرت عیسیٰ کی موت بھی اسی سنت الہی کے مطابق واقع ہوئی تھی جس کی بابت قرآن نے کہا ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (تذکرہ حصہ اردو۔ دیباچہ کے صفحہ کا حاشیہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱، تقریباً یہی مضمون قرآن مجید کی آیت منقولہ سے بھی ثابت ہے لیکن اسکے خلاف مشرقی متن کی عبارت منقولہ میں منکر آخرت اور دوسرے جہنم زناغہ اس کی جھوک ٹھہرا لے لے کر صرف اس کے نفس کی اصلاح بلکہ اس کی پوری قوم کی اصلاح کا ذریعہ سمجھتا ہے اور اس سے بڑھ کر بے ایمانی اور بددینی یہ کہ اس جھوک ٹھہرا لے کے مقابلہ میں مسلمانوں کے سینکڑوں سال کے روزوں کو بے وقعت کہتا ہے۔ گویا نہ صرف قرآن مجید کا خلاف کر رہا ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی دروغلو اور جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (قاسمی، صفحہ ۱۸۰) اس عبارت کے ابتدائی الفاظ:

”کہ وڑو کر وڑ مسلمانوں نے تیرہ سو برس تک روزوں کی شق کی“ کے ساتھ:

”یہ پچھلے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب اکارت ہیں“

کو ملا کر پڑھئے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بذراں مشرقی کے نزدیک تیرہ سو سال کے مسلمانوں کے روزے اور نمازیں سب اکارت ہیں۔ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى قَائِلِهِ

نہاں نے تیرہ سو سال کا جھوٹا زمانہ میں، ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں (قاسمی،

حضرات انبیاء اور معجزات پر ابلیس نے تمسخر

کیا اللہ کی پاک اور بے عیب کتاب کو سحر اور کہن خوارتی اور عجائبات کا جاسم قرار دینا، انبیاء کو عجیب و غریب کرامات کا عامل قرار دے کر ان کو تماشہ گر اور حقہ باز سمجھنا ہی اس تذکیر و اعتبار اس تدبر و فکر کے مترادف تھا جس کی ملتیں کلام الہی نے کی تھی (تذکرہ مقدمہ اردو شہ)

سیح اور مہدی بننے کی تمہید

عسے نتواں گشت بتصدیق خرے چند

۱۔ میری تعریف کرنے والے مجھے دعائیں دینے والے مجھے پیرو مرشد مہدی مسیح کہنے والے بہت سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ (الاصلاح ۵ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱۷)

عنایت اللہ مشرقی کا ایک دام افتادہ لکھتا ہے :-

۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ”مہدی“ کو خود غرض لوگوں نے ایک خصوصیت کا رنگ دے دیا تھا۔ مگر میں تو اس لفظ میں وہی عمومیت کی شان دیکھتا ہوں جس کی بابت مخبر صادق صلعم نے خبر دی تھی کہ وہ مادی مطلق اپنے فضل و کرم سے ہر صدی پر کوئی نہ کوئی مہدی اپنے دین حق کی از سر نو تجدید کے لئے عالم ظہور میں لا کر خلق خدا کی ہدایت کا باعث ہوا کرے گا اس پر مجھ خاک میں ملنے والے پیر شہت سالہ کو عوام کا الانعام کے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرتے ہوئے علامہ مشرقی جیسے چل سالہ جوشیلے نوجوان کو مہدی مان لینے میں ذرا بھر بھی غدر نہیں ہو سکتا، (الاصلاح مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱۷)

۳۔ ان دونوں عبارتوں میں مشرقی اپنے ”سیح و مہدی“ ہونے پر اپنے دم افتادہ لوگوں کی شہادت نقل کر رہا ہے ان دونوں پرچوں میں اس کی تردید نہیں کرتا بلکہ خاموش رہتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی اور پیر چہ میں اس نے مہدی ہونے سے انکار کیا ہے۔ چونکہ وہ پیر چہ مجھے نہیں مل سکا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس تردید کی کیا حقیقت ہے ؟ اگر یہ درست بھی ہو تو میرے خیال میں یہ بھی اس کی بے شمار منافقتوں میں سے ایک منافقت ہو گی۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ؟

سلاوالی میں دینی مذاکرہ

(از حق گو)

یوں تو حضرت خواجہ غریب نواز شمس سیال رحمۃ اللہ علیہ کے اواز تاباں سے ایک عالم منور ہو رہا ہے لیکن ضلع سرگودھا میں تو (وجہ مرکز ہونیکے) کوئی ایسا متنفس نہ ہو گا جو اس درگاہ سے وابستہ نہ ہو۔ بالعموم مسلمانانِ ضلع ہذا راسخ العقیدہ حنفی ہیں لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے ایک مونیج چک مسئلہ والیں مولوی حسین صاحب کا ایک خاص مرید نور الدین نام آقامت گزین ہوا۔ اس پہاں ایک فتنہ برپا کر دیا۔ اسکا پانے پیر کی طرح یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہو وہ کافر شرک ہے انکی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور وہ بدول ملاقا چھل کرنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

اس فتوے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے بیزار ہونے لگا۔ اور سخت فساد پیدا ہو گیا اس فساد کی تکلیف مسلمانوں کی طرف سے حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کی خدمت میں پہنچی۔ چونکہ جناب ممدوح کے دل میں سلام کا درجہ ہے آپ نے اعلیٰ کلمۃ الحق کیلئے اپنی جان و مال کو وقف کر رکھا ہے۔ آپ یہ خبر سنا کر قیام ہو گئے اور نور الدین کو لکھنا بھیجا کہ ایسے عقائد فاسد کی تردید سے باز آجائے۔ جو باعث تفریق بین المسلمین ہو رہے ہیں لیکن نور الدین کے دل پر اس نصیحت کا اثر مطلق نہ ہوا۔ الٹا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور مناظرہ کا چیلنج بھیج دیا۔

جناب والائے دعوت مناظرہ کو منظور فرمایا اور ایک تاریخ مقرر کر کے خود معہ ایک جماعت جدید علیا کے موقع پر پہنچ گئے۔ نور الدین کو بلا گیا لیکن اسکو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی تو ان تین روزہ جناب الادب ان شریف فرما رہے اور علمائے کرام کے وعظ و بیان ہوتے رہے لیکن نور الدین نے میدان میں نہ آنا تھا نہ آیا۔ کچھ دن تو یہ فتنہ دم مگھ گیا لیکن نور الدین اندر ہی اندر آتش فساد بھڑکاتا رہا ان دنوں حضرت سجادہ نشین صاحب اتفاقاً سطرف تشریف لے گئے۔ تو نور الدین کی مسجد میں جا کر نماز گزار دی۔ اس کے مقتدیوں نے عرض کی کہ آپ ہمارے مولوی سے مسئلہ علم غیب رسول پاک پر کچھ تبادلۂ خیالات فرمائیں۔ تاکہ ہم بھی مستفیض ہو سکیں آپ نے عالمانہ انداز میں نور الدین سے کچھ گفتگو کی جس کو سنکر وہ بہت ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے علماء کو بلا کر آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ چنانچہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء کو بقام سلاوالی متصل ڈسٹرکٹ بورڈ سکول ایک کھلے میدان میں ہر دو فریق کا اجتماع ہوا۔ دونوں طرف سے علماء و تعداد کثیرین جمع ہوئے اہل امانت کی طرف سے حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی اور آپ کے بلوڑم محترم جناب صاحبزادہ حافظ محمد نور الدین صاحب کے علاوہ مولانا مولوی شہت علی صاحب۔ مولانا مرزا احمد صاحب۔ مولانا سید احمد صاحب ناظم حزب الانصاف لاہور۔ مولانا قطب الدین صاحب جھکری۔ مولانا فیصلی شاہ صاحب ملتان۔ مولانا غلام محمود صاحب ساکن پپلاں۔ مولانا محمد بخش صاحب تونسوی۔

مولانا محمد کرم الدین صاحب رئیس پھیں ضلع جہلم۔ مولانا ظہور احمد صاحب جو ہی امیر حزب الانصار صہیرو۔ مولانا محمد الدین صاحب مدرس دارالعلوم اسلامیہ سیال شریف۔ جناب مولانا محمد حسین صاحب سجادہ نشین مردہ شریف۔ جناب پیر سید محمد غوث صاحب سجادہ نشین ملا دل شریف کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

دوسری طرف سے منور الدین کے علاوہ مولوی حسین علی صاحب رواں ہجران، مولوی محمد منظور صاحب سمبھلی، مولوی عبدالرحمان صاحب لاہوری۔ مولوی شمس الدین صاحب پنڈی گھیب۔ مولوی فضل کریم صاحب ساکن بند یال کے نام ہیں معلوم ہو سکے ہیں۔ مناظرہ دور دراز چار چار گھنٹے رہا اہل سنت کی طرف سے مولانا مولوی خشت علی صاحب مناظر اور مولانا مولوی کرم الدین صاحب رئیس پھیں صدر تھے۔ دوسری طرف مولوی محمد منظور صاحب سمبھلی مناظر اور مولوی عبدالرحمان صاحب صدر تھے۔ وقت مناظرہ کی ابتدائی تقاریر کیلئے پندرہ پندرہ منٹ اور دوسری تقریروں کیلئے دس دس منٹ تھا۔ اہل سنت کا دعویٰ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تعالیٰ نے تبدیلے آفرینش عالم سے کیلئے تائید کیا تھا۔ اہل سنت کی جنت میں اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے کی حالت سے آگاہ فرمادیا تھا۔ دوسرا فریق اسکا منکر تھا اور انکا دعویٰ تھا کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مناظر اہل سنت فاضل بریلوی نے اپنے دعوئے کو براہین قاطعہ قرآن و حدیث فقہ و تفسیر اور اقوال بزرگان دین سے اس صفائی سے ثابت کیا کہ حاضرین عین عین کر اٹھے۔ مولوی محمد منظور صاحب نے اس کی تردید کئے لئے ایٹری چوٹی کا زور لگایا لیکن اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ حاضرین فاضل بریلوی کی فصیح و بلیغ تقریر اور قابلیت علمی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

مولانا خشت علی صاحب کی طرف سے قریباً پچاس دلائل ایسے پیش کئے گئے جن کا کوئی معقول جواب مولوی محمد منظور صاحب نہ دے سکے جو آخری تقریروں میں مولانا نے گن کر بتا دیئے۔ غرض اس مناظرہ میں علمائے اہل حق کو فتح عظیم اور فریق مخالف کو شرمناک شکست ہوئی اور اس نکتہ کا بالکل استیصال ہو گیا۔

اثنائے مناظرہ میں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آیا اور جلسہ نہایت سب و سکون سے انجام پذیر ہوا۔ سب انسپکٹر صاحب پولیس مدکار و موجود تھے۔ ان کا انتظام قابل تعریف تھا۔ مناظرہ کے اختتام کے بعد مشہور و اغنیوں مولانا پیر قطبی شاہ صاحب اور مولانا مولوی قطب الدین صاحب جھنگوی کے وعظ مسجد میں ہوئے جنہوں نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر کے مسلمانوں کو مسائل سے اچھی طرح آگاہ کیا۔

موجودہ تصوف پر ایک تبصرہ

”ذکر علامہ“ اس سٹنڈ بہاولپوری

امت مسلمہ ہند کے جانناہ مصائب و گداز نوائب، سیاسی انحطاط، اقتصادی بد حالی، اور انفاس و دوبار کی تاریک گھاٹیں اس قابل نہیں کہ ان سے بے اعتنائی روا رکھی جائے۔ جہاں لاعلمی کے سبب محذور رکھے جاسکتے ہیں، نادانوں کے لئے نادانیت ہی کچھ کم عذر نہیں لیکن علماء کرام صوفیا عظام ایک لمحہ کے لئے بھی کسی حیثیت سے محذور کہلاتے بھلے معلوم نہیں ہوتے۔

یہ بھی صحیح ہے کہ اقوام عالم کی بلندی و پستی عالم تقدیر کی کرشمہ بنیاد ہیں۔ ملک دوار کی ہر گردش اقوام کے لئے سبق آموز بصیرت ہے۔ مگر لاریب یہ بھی صحیح ہے کہ نتائج مرتب ہونے میں اسباب کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اور جب تک کسی چیز کے لئے اس کے نتیجہ اور اسباب و علل پیدا نہ کئے جائیں۔ اس وقت تک نتیجہ کی امید عقل و دانش بصیرت و فکر کے خلاف ہے۔ ہر وہ شخص جو معمولی سی نگاہ حقیقت شناس رکھتا ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی تسلیم میں لمحہ بھر تاخیر کار وادار نہیں ہو سکتا۔

سرزمین ہند عموماً و خطہ پنجاب خصوصاً فرقہ پرستی کی بدترین مرض میں دم توڑ رہا ہے۔ ایک مرض ہو تو لکھیں، ایک مصیبت ہو تو بیان کریں، ایک رونا ہو تو روئیں۔

اک بار کارونا ہو تو رو کر صبر آئے، ہر بار کے رونے کو کہاں سے جگر آئے۔ اس وقت میں اپنے ان زعمالمت سے عرض کرنا ہے جن پر تحفظ ناموس اسلام کا گراں بار فرض عائد ہوتا ہے۔ اور ہم اپنی اس صحبت میں صرف ان درومند دلوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں جو اس رنج مسکوں میں انسانیت کبرئے کے علمبردار ہیں۔

ہوا پرست پیر: موجودہ دور میں تخریب امت کے سب سے بڑے ذمہ دار ہوا پرست شکم پر پیر ہیں۔ جو اپنی نفس پرستی، خود غرضی ملت فروشی اور بدستی کے لئے قوم کے خون کو پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ ذوالی مفاد کی بنا پر قوم کی قوم نہیں بلکہ آئندہ نسوں کو بھی فنا کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ ایک وہ وقت تھا جب سرزمین ہند نور تصوف و اشراق و وحانیت کا مرکز تھی۔ جو کام سلاطین وقت اور مقتدر راجاؤں سے نہ ہو سکا وہ حضرت اجیمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ التفات سے تمام پایا۔ جو شکل و شکل کام دنیا کی بادشاہیں نہ کر سکیں وہ حضرت مجدد سرہندی

کی معمولی ہی توجہ سے انجام پایا۔ اور آج یہ حالت ہے کہ تمام عباد اللہ معرض خضار ہیں۔ اور اب انہی اسلاف کے جوتوں کا صدقہ اُن کی اولاد دنیا میں با اقتدار ہے

تعمیق نظر سے جب ان تمام گرد و پیش اور اوصار دھر کے ماحول کا جائزہ لیا جاتا ہے تو موجودہ کدوہ فضا یہی فتوے دیتی ہے کہ اس کا سبب امت مسلمہ کی مذہبی تغافل شکاری ہے اور بس۔

تو مے مذہب کی اس بلند میار ہی کی نگہداشت نہیں کی جس کے لئے آقاؐ نے بار بار فرمایا تھا۔ کتب تفسیر و حدیث تمام ایسے مسائل سے بھرے پڑے ہیں۔ جن میں مذہبی موشگافیوں کے علاوہ حقائق و بصائر کا بہت بڑا سامان موجود ہے۔ اگر تمام امت مسلمہ اپنے عرصہ حیات کے لاکھتہ اہل کو اُسی کی روشنی میں منظم کریں تو آج بھی وہی عہد قدیم کی آن بان پیدا ہو سکتی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو نہ صرف ایک عالمانہ حیثیت رکھتے ہیں بلکہ فن تصوف و دینیات کے امام ہیں اپنی مشہور و معروف کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص جو مستحبات میں سے کسی اور نے بے ادب منتخب کا بھی تارک ہے مرشد ہونے کے قابل نہیں۔ اور اگر اُس سے کوئی نمارق عادت سرزد ہوتا ہے تو وہ کرامت نہیں بلکہ شعبہ بازی اور استدراج ہے۔

یہی وہ زریں اصول تھا جن سے بے اعتنائی ہماری سب خرابیوں کی ذمہ دار ہے چنانچہ حضرت شیخ احمد درویشہ اپنی پاکیزہ تصنیف ارشاد المہدیین میں فرماتے ہیں کہ:-

”اما از بدوئے تحقیق نظر کردم کہ سبب تفریق امتہ بہتادو سہ گروہ چہ باشد جز اہم

شیخوختہ مروودہ مبتدعہ خیر سے بچ نیا قسم زیرا کہ تمامی اقوال و افعال و احوال شیوخ این

ایم را مخالف قرآن و حدیث و مخالف روایات ائمہ و مخالف حالات شیوخ سلف

دیرم زیرا کہ شیوخ متقدمین اول عالمان انواع علوم شریعت

بودند بعد ازاں عالمان در شریعت بر موافق علوم دینیہ بودند بعد ازاں چون بر فرائض

و واجبات و سنن و مستحبات شریعت ثابت قدم میشدند و از محرمات و مکروہات و مشاہدات

مجتنب می آمدند نفہمائے خود را محض از برائے تجربہ کہ تحکام و ثبات در

دین و ملت بنویہ کا حقہ داریم یا نہ گوشمالی عظیم می دادند یعنی نفس را خیانکہ از محرمات

و مکروہات و مشاہدات دور داشتہ بودند بچنان از خلل نگاہداشتہ روز بروز

بہ کم گفتن و کم خفتن و کم خوردن و کم نوشیدن عادت میکردند تا بسجہ کہ در شبانہ روز سے

یک لقمہ یا دو لقمہ بخوردند و یکان چچہ یا دو چچہ آب فرو بردند و بحکم ضرورت

یگانہ کلمہ و یاد و کلمہ از کلمات دنیا و ہی بر زبان را اندنند و محض از برای حقوق زنان
 سامعی یا کمتر از ازاں پہلو بر زمین نہادند و چنانکہ نفس را برادائے فرائض و واجبات
 و سنن مستحکم گردانیدہ بودند چناناں برادائے صدقات و صیام و صلوات و افاضل
 شب و روز آشکارا و پنهان و مفر و حضر چار و ناچار نفس را مستحکم ترے کہ دانند
 بخلاف شیوخ نام تمام این ایام کہ اصلاً و قطعاً این معانی را مرعی
 ندارند بل ہر خرے نارسیدہ خود را پیر نامیدہ و ہر گاوے دم بریدہ را مرید
 خواندہ و **یل کل الویل لہم و لمن قلد ہم اولئک حزب الشیطان**
الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون۔ ارشاد المریدین ص ۲۴۔

یہ ناقابل تاویل و تردید الفاظ ہیں جو ایک بہت بڑے صوفی، عالم، متقی، پرہیزگار اور
 فرض شناس انسان کی قلم حقیقت رقم سے آشکار ہوئے۔

اگر تعمق نظر سے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت بھی مزید معرض حجاب میں نہیں رہتی کہ
 وہابیت و انکار تصوف کا سب سے بڑا سبب یہی بذام کندہ تصوف کا طبقہ ہے جو خرقہ زہد و فقر
 میں عملی زندگی کے بہترین الائنات سے ملوث ہے۔ آخر وہ کیا وجہ ہیں کہ ابراہیم ابن ادھمؒ،
 شفیقؒ، یحییٰؒ، حسن بصریؒ اور اجیری کے درویشات میں تو وہابیت کا نام تک نہ ہو مگر موجودہ وقت میں
 جس طرف دیکھو سادہ و زنا زدہ سے ایک دنیا آباد ہے، اگر سلف کی وہی پاک زندگی اب بھی موجود ہوتی
 تو اتحاد و بہریت کا یہ عالم نہ ہوتا، اور یہی باعث ہے کہ آج کل تصوف کے اندر کوئی جاہلیت نہیں
 رہی۔ متقدمین کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کا داعی قلبی، علمی، عملی معیار کس قدر بلند
 ہے۔ آج لوگ اسلاف کی تاریخ، تذکرۃ الاولیاء، قصص المہتممین وغیرہ پڑھتے ہیں اور مندرجہ
 حقائق کا شدت سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اس کی علت یہی بیان کرتے ہیں کہ اگر نور ولایت سے
 ایسے ہی خوارق عادت، کرامات وغیرہ صادر ہوتی تھیں تو پھر آج کل ولایت کہاں گئی۔

بالجملہ یہ کہ آج کل کسی پیر کے متعلق فاضل طریقت کا فتوے لگانے سے قبل اس کی عملی زندگی میں
 شرعی احتیاط کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ صاحب روح البدر لکھتے ہیں :-

آج کل فقر کے مرکانات برباد ہو گئے اور
 اصحاب فقر چیلے اور دنیا باز متصنع لوگ
 بہت زیادہ ہو گئے جن کا کام غیبت،

فان رباط الفقر قلا حزب بہت و اہلہ
 قد ارتحلوا و مضوا و کثر المتشبهون
 المتوسسون الذین شغلہم الغیبة

جھوٹ، دنیا کی طلب، خراخوری
جودل سے روحانیت سب کر لیتی ہے
اور فریب وہی ہے۔ پس ان لوگوں
کی شہادتیں قطعاً قبول نہیں پس کس طرح
انکی اقتدار جائز ہے۔ اور ان سے خلافت
وغیرہ کا حاصل کرنا۔

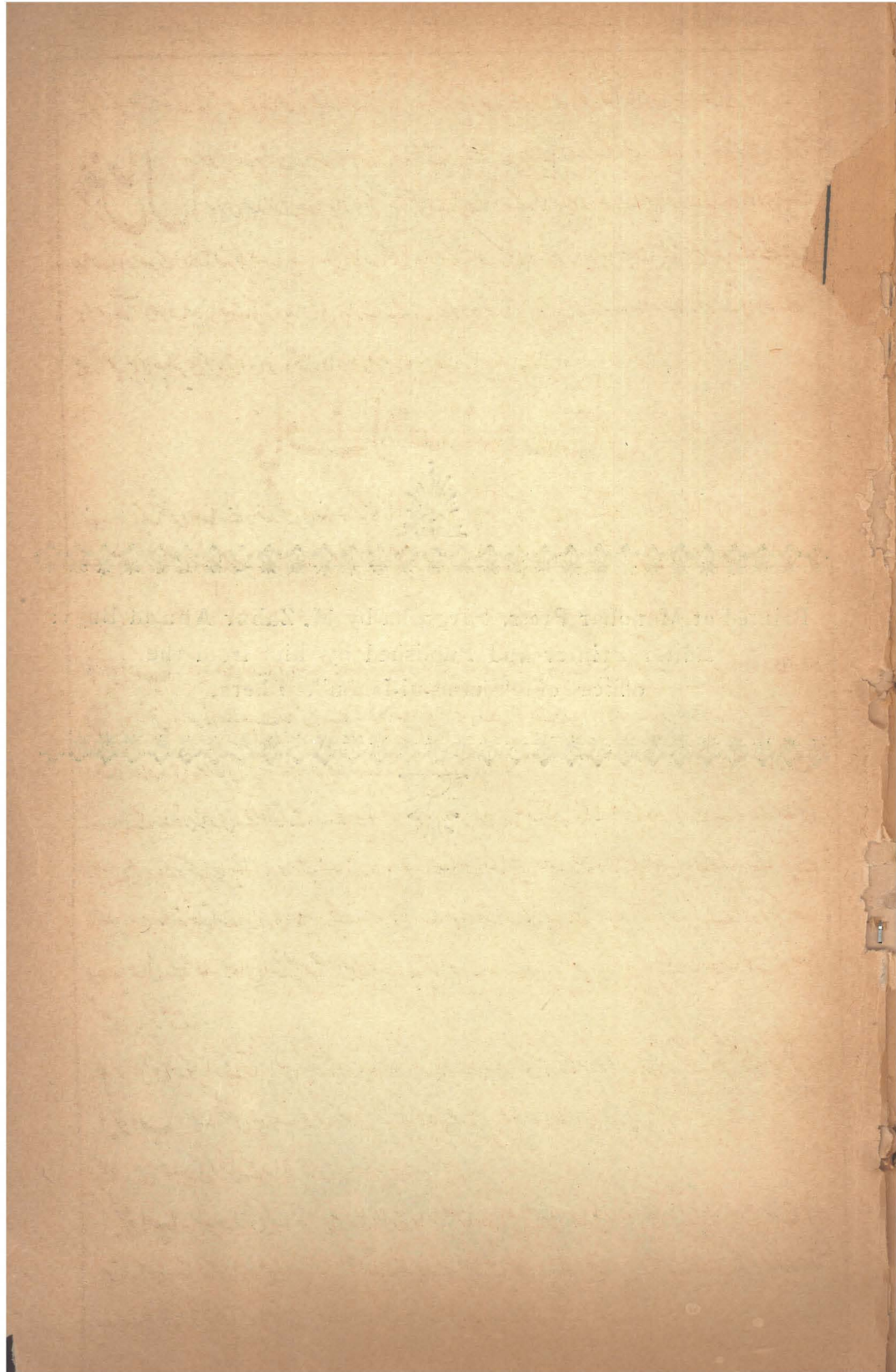
والکذب وطلب الدنيا واخذ
مال الحرام الذی هیئت القلب
والتزوير فسمادة هولاء ^{مستبین}
الموصوفین غیر مقبولة فلیف
یحوزن الاقتداء بهم واخذ
القلانس منهم۔

ردوع البدع بحوالہ ارشاد المریدین ص ۱

حزب انصا کا سا آواں سلاسلہ

سرزمین بھیرو میں ہر سال علم و عرفان کی بادشاہ اور مسلمانوں کے تلوپ میں زندگی کی لہر پیدا کرنے کے لئے حزب انصا
کی سرپرستی میں سالانہ دینی اجتماع ہوا کرتا ہے۔ اس سال ۵-۶-۷۰ مارچ ۱۹۳۷ء بروز جمعہ ہفتہ و اتوار بمقام جامع مسجد
سائواں سالانہ جلسہ نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ ۵ مارچ کو صبح ۱۰ بجے دیوے شتین سے
شاہد اعلیٰ مرتب ہوا۔ معرزمین شہر کے علاوہ رضا کاران حزب الانصار۔ ارکان حزب الانصار اور رضا کاران
جند اللہ کی مختلف جماعتوں نے جلوس میں شامل ہو کر علمائے اسلام سے اپنی عقیدت کا مظاہرہ کیا جلوس ان کے ۱۲ بجے جامع
مسجد میں جا کر ختم ہوا۔ جلوس میں گنگا باز۔ گھوڑ سوار اور پیدل رضا کاروں کی کثیر تعداد موجود تھی۔
باہر سے تشریف لانے والے علمائے کرام میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد فخر الدین صاحب سیال شریف۔ مولانا حبیب اللہ صاحب تونسوی۔ مولانا
محمد قطب الدین صاحب جھنگوی۔ مولوی محمد بخش صاحب سلمیٰ۔ اے لاہور۔ مولوی محمد بشیر صاحب سیال کوٹی۔
قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی۔ مولانا محمد رفیق صاحب بھرتوی۔ مولانا مفتی عطاء محمد صاحب رتوی۔ مولانا
محمد کرم الدین صاحب بیرناصل بھین۔ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی رحمت اللہ صاحب بہاولپوری
صوفی عبدالرحیم صاحب مظفرنگر۔ مولوی لال حسین صاحب اختر۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب دامانی۔ مولانا محمد عبداللہ
صاحب لدھیانوی۔ مولوی پیر قطبی شاہ صاحب ملتان۔ مولانا محمد حنیف صاحب سجاولہ نشین کوٹ موہن۔





Printed at Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugvi
Editor Printer and Published by him from the
office of "Shams-ul-Islam", Bhera.

